Bedam Vār-i, Bedam Shāh

Jigar pārah

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ بقدر حسنہ و جمالہ

جگر پارہ

المعروف بہ

ارمغانِ بیدم

از تصنیف شریف عارف باللہ سراج الشعرا حضرت مولینا بیدم شاہ صاحب بیدم وارثی شاعر دربار اعلیحضرت امام الاولیا خواجہ وارث پاک طاب اللہ ثراہ

حسب فرمایش الیس غیاث الدین تاجر کتب کٹرہ خانخانہ آگرہ

باہتمام خواجہ فراست حسین

آگرہ اخبار پریس آگرہ میں چھپا گیا

یا وارث

عذر مصنف

معزز ناظرین

میں اپنی اس کوتاہ قسمتی سے بیحد محجوب ہوں کہ عرصہ سے میں نے اپنے گلستان سخن سے پھول چن کر کوئی گلدستہ تیار نہیں کیا جو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتا اور آپکی محفل میں اُسکی رنگ و بو سے ایک دلکش سماں پیدا ہوتا۔

حضرات! خدانخواستہ میں نے اس باغ کی گلچینی چھوڑی نہیں ہے میں ان روح افزا پھولونکی رنگ و بو کا بدستور دلدادہ ہوں گل و بلبل کے فسانہ کا قلب پر گہرا اثر محسوس کرتا ہوں حسن و عشق کی کرشمہ سازیوں پر ضرورت سے زیادہ مٹا ہوا ہوں مگر کیا کروں کہ میری مختلف بیماریوں کا تسلسل جو دل و دماغ پر اپنا پورا پورا اثر کئے ہوئے ہے سلسلۂ زلف دراز کی طرح ختم ہی ہونے کو نہیں آتا کہ میری تمنا پوری ہوتی اور میں ابتک متعدد گلدستے آپ کی محفل میں پیش کر چکا ہوتا۔

مدت کے بعد آج ایک مرجھائے ہوئے سے پھولوں کا گلدستہ پیش کرتا ہوں اگرچہ آپ ان میں پہلی سی تازگی نہ پائیں گے نہ وہ خوشبو محسوس فرمائیں گے لیکن میری محبت و اخلاص کی بو اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہے گی یہ مانا کہ اس کی موجودہ پژمردگی تو ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ اسے خوشنما پھولوں کا گلدستہ تصور فرما کر رونق محفل بنائیں مگر میری پریشانیوں کا مجموعہ سمجھکر تو ضرور ہی قدر فرمائیے اگر امراض نے مہلت دی اور زندگی باقی ہے تو اس کی تلافی کی کوشش کروں گا اور پھر حسب دلخواہ آپکی خدمتمیں ڈالی پیش کرونگا ورنہ یہ آخری یادگاری تحفہ جگر پارہ المعروف بہ ارمغان بیدم ہے جب کبھی سامنے آئے مجھے دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیگا آئندہ جو مرضی ے

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر ۔۔۔ پھر ملیں گے اگر خدا لایا

والسلام

معذرت نگار فقیر بیدم وارثی اٹاوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افسرِ خیلِ حسیناں تاجِ شاہانِ جمال
تو شۂ اقلیمِ محبوبی و سلطانِ جمال

پڑگیا جس جس جگہ خونِ شہیدانِ جمال
نکلے ایک اک قطرے سے سو سو گلستانِ جمال

ق
لاکھ چمکیں بن سنور کر ماہرویانِ جمال
سادگی پر اُنکی قرباں سازو سامانِ جمال

ایک یوسف پر نہیں موقوف اے سلطانِ حسن
سب ترے زیرِ نگیں ہیں تاجدارانِ جمال

جمع ہی مدت سے دلمیں خرمنِ ارمانِ دید
آ اسے بھی پھونک جا او برقِ تابانِ جمال

لطفِ گلشن دے رہی ہی عشق میں وحشت مری
ہے رگِ گل مجکو ہر خارِ بیابانِ جمال

شوقِ دیدِ ناقۂ لیلیٰ میں ہو کر خاکِ راہ
قیس آخر ہو گیا گردِ بیابانِ جمال

اک چمن خونِ حسیناں سے ہے دشتِ ماریہ
کربلا جا کر کھلے پھولے نہالانِ جمال

لیکے دل سو بار ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکدو
اسکی پروا کیا کریں گے جاں نثارانِ جمال

اے شہ حسن اپنی خوبی کا تصدق اک جھلک
تکتے ہیں دامن کو پھیلائے گدایانِ جمال

دیکھئے کیا رنگ لائے حشر میں پیش خدا
دامنِ محبوب پر خونِ شہیدانِ جمال

لاکھ خلوت ہو تو کیا گھونگٹ ہی سدِ راہِ دید
ساتھ پھرتی ہے حیا اُنکی نگہبانِ جمال

بیخودی کردے نہ اُن کو مجرمِ سرکارِ عشق
پھر رہے ہیں کس ہوا میں میگسارانِ جمال

رحمتہ اللعالمین جب ساقیٔ کوثر ہیں آپ
پھر بھی کیا محروم جائیں تشنہ کامانِ جمال

کیوں نہ ہو بیدم حسینوں کی ادا پر وہ نثار
پرورش پائی ہو جس نے زیر دامانِ جمال

مرے آئینۂ دل میں ہے پرتو روئے احمد کا
سوادِ دیدہ میں پنہاں ہے سایہ اُس سہی قد کا

نشاں پوچھا جو گلشن میں کبھی نام محمد کا
تو غنچوں نے دیا کھل کر پتہ میم مشدد کا

عجب شیرینی ہے اس نام کے قربان ہو جاؤں
چمٹ جاتے ہیں لب جب نام لیتا ہوں محمد کا

غش آیا طور پر موسیٰ کو حیرت ہو گئی طاری
جو دیکھا سامنے آئینہ رخسار محمد کا

رہیں ابرار جنت میں کہ جائیں خلد میں زاہد
نہ چھوٹے جیتے جی ہم سے مگر کوچہ محمد کا

ہوئی ہیں پردۂ اخفا سے ساری شکلیں آساں
لیا ہے جب کبھی مشکل میں ہم نے نام احمد کا

ہمیں بھی غم نہیں کچھ تابش خورشید محشر سے
ہمارے سر پہ بھی سایہ ہے دامانِ محمد کا

اسی حسرت میں مرتا ہوں اسی پر جان دیتا ہوں
کہ ہو جائے مجھے نظارہ اُس پر نور گنبد کا

اگر چشم بصیرت ہے تو چل کر دیکھ طیبہ میں
کہ کرتا ہے طواف ہر وقت چرخ اُس سبز گنبد کا

نہ مسجودِ ملائک حضرت آدم کبھی ہوتے
اگر پیشانی میں ہوتا نہ اُن کے نور احمد کا

کلیم اللہ سے پوچھو کہ آخر غش ہوئے کس پر
جمالِ الٰہی تھا وہ کہ جلوہ تھا محمد کا

طلب کرتی ہے آزادی طوافِ روضہ کی خاطر
ذرا دیکھے تو کوئی حوصلہ روحِ مقید کا

تمنائیں دلِ افسردہ کی دل ہی میں مٹتی ہیں
گرفتارِ دامِ مجبوری ہے ہر ارمانِ مقید کا

سفرِ طیبہ کا اور اس درجہ ضعف و ناتوانی پر
خدا حافظ ہے اے بیدمؔ تمہارے شوقِ بیحد کا

مے کدے تیرے تری مسجد صنم خانہ ترا
یار ہر گھر گھر ترا ہر گھر میں کاشانہ ترا

یہ بھی اک اعجاز ہے اے پیرِ میخانہ ترا
بزم میں بے پاؤں کے چلتا ہی پیمانہ ترا

ہم بلانوشوں کی ہمت کو تو اے ساقی نہ پوچھ
نشہ میں سر پر اُٹھا لیتے ہیں میخانہ ترا

بیخبر ہونے پہ بھی ہے سارے عالم کی خبر
زاہد ہشیار سے اچھا ہے مستانہ ترا

یہ ملے قسمت سے تو اس کے سوا کیا چاہیے
تو ہو ساقی مے کدہ ہو اور مستانہ ترا

ساقیا جاری رہے یوں ہی سبیلِ مے کشی
تا ابد یونہی رہے آباد میخانہ ترا

تیرا سودائے محبت مول لے کس کی مجال
سنتے ہیں ہم جان و دل ہوتا ہے بیعانہ ترا

ایک دو ساغر میں منہ تکتا ہے کیا پیرِ مغاں
بس چلے تو دل میں رکھ لے جائیں میخانہ ترا

جس کو دیکھا تجھ پہ مرنے کے لئے تیار ہے
میں ہی کیا اے شمع رو عالم ہے پروانہ ترا

پہلے بیدمؔ کی طرح کوئی گریباں چاک ہو
شوق سے پھر جلوہ دیکھے بے حجابانہ ترا

تم شاہِ ولایت ہو امیرِ دوسرا ہو
مولا ہو مرے قوم نصیری کے خدا ہو

شادابیٔ گلزارِ دو عالم ہے تمہیں سے
تم پرتوِ آئینۂ لولاکَ لما ہو

جب احمدِ بے میم کہیں لحمکَ لحمی
پھر کون کہے تم کو کہ تم کون ہو کیا ہو

محتاج کو خالی درِ اقدس سے نہ پھیرو
ملجائے غریباں ہو ملاذ الفُقرا ہو

ہے زیرنگیں مملکتِ صبر و توکل
ہاں راکبِ دوشِ نبوی کون ہے تم ہو
اللہ کا جو گھر ہے وہ مولد ہے تمہارا
کیا لطف ہو پی پی کے لبِ چشمۂ کوثر
اے شاہ نجف شبر و شبیر کا صدقہ

تم بادشہ کشورِ تسلیم و رضا ہو
تم حیدرِ کرار ہو تم شیرِ خدا ہو
ہم نام خدا کے ہو علیؑ نام خدا ہو
ہر مست کہے ساقیٔ کوثر کا بھلا ہو
مجھ تشنۂ دیدار کو اک جام عطا ہو

تم چارۂ عالم ہو بیچارہ ہے بیدم
محتاج ہے یہ تم تو امیرُ الامرا ہو

اے بادشاہ لافتاے تاجدار ہل اتیٰ
دیکر شرابِ معرفت متوالا کر دیجئے مجھے
آوارۂ گمراہ ہوں ناکارہ ہوں بیکار ہوں
نابینا بینا ہو گیا بینا کو سوجھی دور کی

مولا علیؑ مرتضےٰ حیدر وصیٔ مصطفےٰ
آلِ عبا کا واسطہ صدقہ رسول اللہ کا
گو آپ کے لایق نہیں مشہور ہوں پر آپ کا
آنکھوں میں جن کے پڑگئی اُڑ کر تمہاری خاکِ پا

بیدم تمہارا مبتلا ہے سخت مشکل میں پھنسا
مولا علیؑ مولا علیؑ مشکلکشا مشکلکشا

بنتی نہیں بنائے حالت بہت بُری ہے
کوئی نہ ساتھ آیا سب نے ہی منہ چھپایا
میں کس کی دوں دوہائی تیرے سوا الٰہی
مشکل میں کیسا رونا کچھ بھی نہیں ہے ہونا

وقت مدد ہے مولا اب جی پہ آبنی ہے
غربت میں میری ساتھی اک ہو تو بیکسی ہے
سب نے بھُلا دیا دل اب تجھ سے لو لگی ہے
مشکلکشا علیؑ ہے مشکلکشا علیؑ ہے

عالم کا بار اُٹھا لیں تو اپنی کہہ رہا ہے
اُن بازوؤں میں بیدم زورِ یداللّٰہی ہے

ہوا ہے اور نہ ہوگا تم سا شاہ بحر و بر پیدا
جو تم کو دیکھنا چاہے کرے پہلے نظر پیدا

مبارک ہو ہوئے ہیں گمرہوں کے راہبر پیدا
امیر عرش و کرسی تاجدار بحر و بر پیدا

بنے گا جو شمار دانہ تسبیح امامت میں
ہوا نخل ابو طالب سے وہ تازہ ثمر پیدا

مریضان معاصی کو شفا کیونکر نہ ہو جاتی
دوائے درد عصیاں ہو چکی تھی پیشتر پیدا

ظہور حضرت حسنینؑ سے عالم میں روشن ہے
ہوئے برج اسد اللہ سے شمس و قمر پیدا

بہا کر میرے آنسو کربلا تک لے ہی پہونچیں گے
کئے جاؤں میں نالے ہو ہی جائیگا اثر پیدا

مزین ہو گئی دو کان تسلیم و رضا جن سے
ہوئے کان ابو طالب میں وہ لعل و گہر پیدا

زمین کربلا بیدم بسی ہے جن کے پھولوں سے
ہوا باغ نبیؐ میں وہ نہال بارور پیدا

گلبن باغ نبیؐ سرو ریاض حیدری
غوث اعظمؓ قطب عالم مالک بحر و بری

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ دو جہاں مسند نشین برتری

قرۃ العینین زہرا راحت جان حسینؑ
اختر برج حسنؑ مہر سپہر حیدری

ظل ذات لم یزل آئینہ حسن ازل
مظہر شان خدا عکس رخ پیغمبری

سخت مشکل میں ہوں اے مشکل کشا کے لاڈلے
لیجئے میری خبر از راہ بندہ پروری

صرف انسانوں ہی پر جاری نہیں فرماں ترا
تابع فرماں ہیں سب حور و ملک جن و پری

بن گیا بغداد بھی بیدم تجلی گاہ طور
شان عبدیت میں جب قادر نے کی جلوہ گری

محی الدینؓ سلطان السلاطین غوث صمدانی
شہنشاہ ولایت قبلۂ دینی و ایمانی

گل باغ حسنؑ چشم و چراغ فاطمہ زہرا
علیؑ کے لاڈلے پیارے رسول اللہ کے جانی

مریضِ درد و اندوہ و الم کی بھی خبر لیجئے
مسیحِ جانِ بیماراں طبیبِ دردِ روحانی

مجھے آسان سے آسان بھی ہر کام مشکل ہے
تمہیں آسان ہے ہر طرح میری مشکل آسانی

ہوئیں سب مشکلیں آساں بگڑی بن گئی بیدم
کہا جب شیئاً للّٰہ یا محی الدینؒ جیلانی

فانیٔ ذاتِ پیمبرؐ حضرتِ پیران پیر
ہو بہو تصویرِ حیدرؓ حضرتِ پیران پیر

اپنے بیمارِ محبت کا مداوا کیجئے
اے طبیبِ قلبِ مضطر حضرتِ پیران پیر

میں بھی اک ذلّہ ربائے خوانِ لطفِ عام ہوں
ہو نگاہِ مہر مجھ پر حضرتِ پیران پیر

آپ کے در کا گدا کہلا کے کیوں دردر پھروں
آفتاب ذرہ پرور حضرتِ پیران پیر

اپنے بیدم کے دلِ مردہ کو زندہ کیجئے
اے نسیمِ روح پرور حضرتِ پیران پیر

جی گیا میں دیکھکر جلوہ ترا پیران پیر
واہ واصلِّ علیٰ صد مرحبا پیرانِ پیر

سخت مشکل میں تمہارا بندۂ درگاہ ہی
از پئے مشکل کشا مشکل کشا پیران پیر

خالی جاؤں گا جو اس در سے تو پاؤنگا کہاں
ہے یہاں قسمت کا میری فیصلہ پیران پیر

گردشِ ایام نے تو پیس ہی ڈالا مجھے
تیرا ہوں اب تو مری بگڑی بنا پیران پیر

خالی کیوں جائے ترے دربار عالی جاہ سے
بیدم خستہ ترا مدحت سرا پیران پیر

حد سے گذری جاتی ہے تکلیف روحانی مری
سن ہی لیجئے اب تو یا محبوب سبحانی مری

شیئاً للّٰہ یا محی الدینؒ مدد کا وقت ہی
بڑہتی جاتی ہے مرے مولا پریشانی مری

کیا غرض کوئی کسی کی کس لئے سننے لگا
تم ہی جب سنتے نہیں یا غوث صمدانی مری

در لطۂ طوفانِ غم میں غرق ہونے کو ہوں میں — لیجیے اب تو خبر اے قطبِ ربانی مری

دولتِ الفقر فخری سے ہوں مالا مال میں،
یہ فقیری بھی ہے بیدم عینِ سلطانی مری،

بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز — سنو مری مرے مشکل کشا غریب نواز
تمہارے دامنِ عالی نے ہاتھ آتے ہی — بڑھا دیا ہے مرا حوصلہ غریب نواز
معینِ دین و عطائے رسولؐ و الیٔ ہند — امیرِ خواجۂ گلگوں قبا غریب نواز
کہاں تک پھرے دردر کی ٹھوکریں کھاتا — تمہارے در کا تمہارا گدا غریب نواز
سُنی ہے آپ کی بندہ نوازیوں کی دھوم — کبھی ادھر بھی نگاہِ عطا غریب نواز
تمہارا ہوں میں تمہیں سے ہے التجا میری — تمہارے ہوتے کہوں کس سے یا غریب نواز
لحد میں روزِ قیامت میں دین دنیا میں — تمہارے نام کا ہے آسرا غریب نواز
تمہارے در کی گدائی ہے آبرو میری — تمہاری دید مرا مدعا غریب نواز
ضیائے مجلسِ عرفاں نگارِ عالمِ قدس — فضائے گلشنِ انی انا غریب نواز

کچھ اپنے بیدمِ خستہ کو بھی عطا کیجئے،
سخی ہے آپ کی سرکار یا غریب نواز

ہفت آسماں ہیں فرشِ نعالِ ابوالعُلا — اللہ رے اوج و جاہ و جلالِ ابوالعُلا
لائی صبا نویدِ وصالِ ابوالعُلا — کیا گل کھلا رہا ہے خیالِ ابوالعُلا
تازہ ہے خیالِ جمالِ ابوالعُلا — پھولا پھلا رہے یہ نہالِ ابوالعُلا
جُز یادِ دوست اور کوئی مشغلہ نہیں — دل ہے ازل سے وقفِ خیالِ ابوالعُلا
اب کیوں سیاہ خانہ کہوں نور خانہ کو — روشن ہے دل میں شمعِ جمالِ ابوالعُلا

از ماہ تا بماہی کسی پر چھپا نہیں،
آئینہ ہے جہاں پہ جمالِ ابوالعُلاؒ

اِس جستجو میں چاک گریباں ہیں سینکڑوں
لیکن کھُلا نہ پردۂ حالِ ابوالعُلاؒ

کوئی سما سکا نہ سمائے نگاہ میں
آنکھوں میں بس رہا ہے جمالِ ابوالعُلاؒ

اسلام و کفر دونوں کو دل سے بھُلا چکے
بس اب تو ہم ہیں اور خیالِ ابوالعُلاؒ

آئینۂ بہار بنا ہوں تو کیا عجب
پیشِ نظر ہے حسن و جمالِ ابوالعُلاؒ

ہر ذرہ خاک در کا یہاں رشکِ ماہ ہے
تاباں ہے آفتابِ کمالِ ابوالعُلاؒ

یہ عالمِ مثال ہے لیکن کبھی فلک
لایا نہ لا سکے گا مثالِ ابوالعُلاؒ

دیکھی نہ ہو تو دیکھ لو شانِ محمدی
ملتے ہوئے ہیں سب خط و خالِ ابوالعُلاؒ

اس آستاں پہ آتے ہی سب مِل گیا ہمیں
کرتے ہیں اب خدا سے سوالِ ابوالعُلاؒ

جب دیکھئے یہاں تر و تازہ ہے نخلِ فیض
ہے کیا سدا بہار نہالِ ابوالعُلاؒ

بلبل چمن میں بھول گئی نغمۂ بہار
یاد آگیا جو حسنِ مقالِ ابوالعُلاؒ

ہاں المدد کہ کشتیٔ دل ڈوبنے کو ہے
زور آزما ہو دستِ کمالِ ابوالعُلاؒ

ہے آج تک جریدۂ عالم پہ یادگار
مقبول و حق پسند خصالِ ابوالعُلاؒ

بیدم اگر ہو چشمِ حقیقت تو ایک ہے
ہو حسنِ وارثیؒ کہ جمالِ ابوالعُلاؒ

شمعِ ایوانِ رسالت وارثؒ
رونقِ بزمِ ولایت وارثؒ

ہادی و خضرِ طریقت وارثؒ
مشعلِ راہِ حقیقت وارثؒ

روضۂ پاک ترا بقعۂ نور
فرش پر عرش کی صورت وارثؒ

گوہرِ قلزمِ اسرارِ نہاں
نیّرِ برجِ حقیقت وارثؒ

نو بہارِ چمنستانِ رسولؐ
گلبنِ باغ رسالت وارثؒ

تیغ ابرو کا ادھر بھی اک وار
دل ہے مشتاق شہادت وارثؒ

طالبِ دید تڑپ کر مر جائے
ہے یہی شرط محبت وارثؒ

دل کو سینے سے لگا رکھا ہے
جان کر تیری امانت وارثؒ

راحتِ جان مجھے دیدار ترا
تیرا کوچہ مری جنت وارثؒ

بُرقع چہرے سے اٹھا دو للہ
دیکھ لوں چاند سی صورت وارثؒ

جان جاتی رہی بیدمؔ کی مگر
نہ گیا شوق زیارت وارثؒ

جان ہے فدائے وارثؒ دل مبتلائے وارثؒ
روز ازل سے آنکھیں محو لقائے وارثؒ

عالم کی تاجداری سمجھیں کہ آج پالی
سر دیکھ لیں جو اپنا ہم زیر پائے وارثؒ

کس کی مجال جائے اور کون بار پائے
سنتے ہیں لامکاں ہی خلوت سرائے وارثؒ

جب یاد آگئی ہے فرقت میں تیری صورت
بیساختہ زباں سے نکلا کہ ہائے وارثؒ

وہ وہ ہیں جن پہ بیدمؔ مفتوں ہی سارا عالم
تو ہی نہیں انوکھا کچھ مبتلائے وارثؒ

مجھے پاکر ضعیف و ناتواں سب کی بن آئی ہی
دلِ حسرت زدہ پر لشکرِ غم کی چڑھائی ہے

پھنسا ہوں سخت مشکل میں دم مشکل کشائی ہے
علیؑ مرتضیٰ کے لاڈلے وارثؒ دوہائی ہے

درِ مقصود سے کوسوں الگ ہوں وائے ناکامی
دعا بھی آجکل گویا مری تیسم ہوائی ہے

مرے آقا مرے مولا مرے والی مرے وارثؒ
اٹھا دو برقع چہرے سے کہ وقتِ رونمائی ہے

پری ہو حور ہو کوئی ہو آنکھوں میں نہیں کھپتا
تمہاری پیاری صورت جب سے آنکھوں میں سمائی ہے

یہ آخر کس خطا پر آج قتل عام کی ٹھہری
قیامت ڈھائی جاتی ہے کہ خنجر آزمائی ہے

نہ تخت و تاج کی خواہش نہ ملک و مال کی پروا
مری شاہی تو بیدمؔ کوئے وارثؒ کی گدائی ہے

جس کو دیکھا یار تیرا عاشق نادیدہ ہے
مجھ پہ کیا موقوف اک عالم ترا گرویدہ ہے

مبتلا ہو دل تو جانِ ناتواں گرویدہ ہے
دیدۂ دیدار جو تیرے لئے نم دیدہ ہے

اپنی ہستی کی خبر لے مردمِ دیدہ نہ بن
دوسروں کو دیکھتا ہے آپ نادیدہ ہے

دل ہی کیا وہ دل کہ جس دل میں نہ ہو الفت تری
وہ بھی کیا دیدہ جو تیری دید سے نادیدہ ہے

بے حجابی یہ کہ ہر ذرّے میں ہے جلوہ گری
پھر حجاب ایسا کہ اپنے آپ سے پوشیدہ ہے

عاشقِ ناکام جلوے میں بھی ہے حرماں نصیب
جس کو دیدہ سمجھا ہے اے دل وہی نادیدہ ہے

منتظر ہے آپکے جلوے کی نرگس باغ میں
گل گریباں چاک شبنم اک طرف نم دیدہ ہے

روح سے ہر دم یہ رہتا ہے تقاضائے ظہور
اب اُتارو یہ قبائے عنصری بوسیدہ ہے

دیکھ کر مجکو پشیماں ہنس کے رحمت نے کہا
کونسا وہ جرم ہے بیدمؔ جو نابخشیدہ ہے

دیدۂ دیدار جو ہر حال میں نادیدہ ہے
جس سے پوشیدہ نہیں تم ہم سے وہ پوشیدہ ہے

دیکھتا ہے سب کو لیکن سبسے خود پوشیدہ ہے
شرم سے آنکھوں کے پردوں میں وہ نور دیدہ ہے

چشم نابینا سے پردہ ہے تو کچھ بیجا نہیں،
آنکھ والوں سے بھی وہ جانِ جہاں پوشیدہ ہے

بلبے تیری بے حجابی واہ رے تیری نقاب
لفظ پوشیدہ میں معنی کی طرح پوشیدہ ہے

جس کو دیکھو ہر گھڑی پامال کرتا ہے مجھے
کیا مری کشتِ تمنا سبزۂ روئیدہ ہے

ذرہ ذرہ ہے ترا آئینۂ حسن و جمال،
تو ہی پوشیدہ نہ اب صورت تری نادیدہ ہے

جب بجز اک ذاتِ مطلق دوسرا پیدا نہیں
کون ہے پھر غیر اور کس سے کوئی پوشیدہ ہے

ہائے وہ کہنا کسی کا بزم میں پھیلا کے ہاتھ
آ گلے مل لیں بس اتنی بات پر رنجیدہ ہے

جستجو ہے اُس کی بیدمؔ دل ہے جسکی جلوہ گاہ
وہ چھپا ہے ہم سے جو آنکھوں کا نورِ دیدہ ہے

چلا ہوں آج یہ سوغات لیکر اُنکی محفل میں
جلن سینے میں اشک آنکھوں میں خونِ آرزو دلمیں

بہت کی سیرِ بام اب آؤ اپنی عیشِ منزل میں
نظر پر چڑھ چکے لو اب اُتر آؤ مرے دلمیں

کھچا اور کھچکے خنجر رہ گیا پھر دستِ قاتل میں
دیا قسمت نے دھوکا دل کی حسرت رہ گئی دلمیں

نہ نکلیں گے تو کیا ارماں نہ نکلیں گے مرے دل کے
تو کیا گھٹ گھٹ کے مر جائیگی میری آرزو دلمیں

دلِ مرحوم کا ماتم کروں یا روؤں اُس دن کو
تمہارے چاہنے کی جب پڑی تھی ابتدا دلمیں

یقیں آتا نہیں جب آپ کو میری محبت کا
تو پھر کہئے کہ دل رکھدوں میں کیونکر آپکے دلمیں

ترے ملنے کی حسرت ہی نہیں اک جان کی دشمن
قیامت ڈھا رہی ہے جو تمنا ہے مرے دلمیں

خیالِ یار کے آتے ہی یہ بیتابیاں کیسی
جو آنا تھا اُسے بنکر قرار آتا مرے دلمیں

شرابِ ناب شیشوں میں عطا کی سب کو ساقی نے
ہمیں بخشا ہے بھر کر خونِ حسرت ساغرِ دلمیں

بتا اے چارہ گر میں تازہ بیمارِ محبت ہوں
خلش کیسی ہے کیوں یہ میٹھا میٹھا درد ہے دلمیں

تصور میں مرے ماہِ عرب تشریف فرما ہیں
خدا کا فضل ہے پھیلی ہوئی ہے چاندنی دلمیں

جدا ہونیکی ٹھہرائی تو میں مرنیکی ٹھانوں گا
مجھے آباد کرنا ہے تو آ بیٹھو مرے دلمیں

ہجومِ آرزو ہے مجمعِ یاس و تمنا ہے
تمہارے جاتے ہی اُترا ہے غم کا قافلہ دلمیں

مرے دل کے دھڑکنے پر تمہیں ناحق تعجب ہے
وہ دل ٹھہرا نہ ٹھہرے آکے تم ٹھہرے جب دلمیں

الٰہی کیا کرے کوئی کہاں تک ضبطِ گریہ ہو
کوئی رہ رہ کے نشتر سے چبھوتا ہے مرے دلمیں

ہزار آبادیوں سے پھر یہ ویرانہ غنیمت ہی
یہیں کا ہو رہا ارمان جو آیا مرے دلمیں

جگر میں چٹکیاں لینے کا جب اُن سے گلہ کیجئے
تو کہتے ہیں کہ ہم کو یاد کوئی کیوں کرے دلمیں

ترے کھینچنے سے مجکو خوف ہی میں اُف نہ کر بیٹھوں
نہ رک اے تیغ ناز اب ضبط کی طاقت نہیں دلمیں

مجھے بھی ضد ہی قاتل جان ہی دیکر ٹلونگا میں
قسم ہے تجکو بھی رکھنا نہ کوئی حوصلہ دلمیں

بھلا بیدم اوسے پھر جام جم کی کیا ضرورت ہی
جسے سیر دو عالم ہو رہی ہو کاسۂ دلمیں

ترے تیر نظر آئے تو یوں آئے مرے دلمیں
سمٹ کر جیسے موجیں آتی ہیں آغوش ساحل میں

نہ نکلا پھر جو ان کا ناوک ناز آگیا دل میں
تھکا ماندہ مسافر آکے ٹھہرا عیش منزل میں

وہ پردے ہی میں رہتے اور مجھے دیدار ہو جاتا
اگر ہوتے مری آنکھوں کے پردے انکی محمل میں

فلک یہ دہمکیاں اور دں کو دے یاں کون سنتا ہے
میں سر رکھکر ہتیلی پر پڑا ہوں کوئے قاتل میں

وہ خنجر اور مرے دشمن کا سر یہ ہو نہیں سکتا
چلے تو میری گردن پر رہی تو دست قاتل میں

تعلق اسکو کہتے ہیں کہ برسوں ذبح ہونے پر
مہک پھولوں کی آتی ہی رہی خون عنادل میں

شہیدوں میں ہمارے سر رہا سہرا شہادت کا
پہلی ساعت سے ہم داخل ہوئے تھے کوئے قاتل میں

تمہارے عارض تاباں کے آگے کوئی کیا ٹھہرے
ہوئی پانی پگھلکر شمع جب آئی ہے محفل میں

ہر ایک تیر ادا کے ساتھ دل میں آتی جاتی ہی
خدا رکھے مسیحا کی صفت ہے میرے قاتل میں

اثر مجنوں کی بیتابی کا ناقہ پر نہ ہو جائے
کہو لیلیٰ سے اب ہوشیار ہو کر بیٹھے محمل میں

لحد میں رکھتے ہی رخصت ہوئے سب حسرت وارمان
یہ لیجئے قافلہ لٹنے لگا پہلی ہی منزل میں

وہ خنجر تو لتے ہیں اور نزاکت کہتی جاتی ہے
نصیب دشمناں جھٹکا نہ آئے دست قاتل میں

ٹھہر لیں قیس کی آہیں تو پھر ناقہ بڑھے لیلیٰ
کہ اس آندھی میں پردہ رہ نہیں سکتا ہے محمل میں

مجھے آسان نہیں آسان کرنا اپنی دشواری — تمہیں مشکل نہیں کچھ کام آنا میری مشکل میں

ترے دامن پہ ٹھہرا گرتا پڑتا اشک کا قطرہ — لیا دم آخر اس غربت زدے نے اپنی منزل میں

مجھے پھونکا تو اے برق جمال یار کیا پھونکا — مزا جب تھا کوئی پردہ نہ رہتا انکی محمل میں

نہ خیرہ ہوں کہاں تک انتظار دید میں آنکھیں — رہے خالی ہی کاسہ کب تک آخر دست سائل میں

تغافل کو تمہارے کیا اُسی کا خون کرنا تھا — جو برسوں ناز سے پالی گئی تھی آرزو دل میں

عجب نیندیں ہیں بیدم خفتگان خاک کی نیندیں
کہ کروٹ بھی نہیں لیتے یہ اپنی عیش منزل میں

یہ اثر کیا کم ہمارے جذبۂ کامل کا ہے — دیکھ جنبش میں ہر اک پردہ ترے محمل کا ہی

جان نکلنا سہل ہو اُنکا نکلنا ہے محال — تیرا ہر تیر نظر ارمان میرے دل کا ہی

بار اُٹھا سکتا نہیں اس سے ترے انکار کا — ناتواں حد سے زیادہ دل ترے سائل کا ہی

دیکھئے کیسی بنے مرے دل مشتاق پر — ذرہ ذرہ جان لیوا کوچۂ قاتل کا ہی

پرسش اپنوں کی نہ کچھ اغیار کا پاس و لحاظ — آج کچھ بدلا ہوا نقشہ تری محفل کا ہی

زنگ آلودہ چھری قاتل کی اور میں سخت جاں — آبرو رکھیو الٰہی سامنا مشکل کا ہی

جانشین قیس ہے سر حلقۂ اہل نیاز — کیوں نہ ہو بیدم مرید اک مرشد کامل کا ہی

دل ہی کھو بیٹھے دل لگی کیسی، — تم سے بچھڑے تو زندگی کیسی،

میرے مرتے ہی میری میت پر — پھوٹ کر روئی بیکسی کیسی،

شغل گریہ میں سب بھلا بیٹھے — جانتے ہی نہیں ہنسی کیسی،

اُب تو آ ہوش میں دل بیتاب — وصل میں بھی یہ بیخودی کیسی،

نزع میں پوچھتے ہیں وہ بیدم

اب طبیعت ہے آپ کی کیسی

مستزاد

بگڑا ہے کچھ ایسا دلِ مضطر کا قرینا — یا شاہِ مدینہ
مرنا مرا مرنا ہے نہ جینا مرا جینا — یا شاہِ مدینہ
اب وقت مدد ہے مری امداد کو آؤ — غرقی سے بچاؤ
اندھیاری ہے رات اور بھنور میں ہے سفینا — یا شاہ مدینہ
اب ہند میں مٹی مری برباد ہے مولا — بلوائیے طیبا
سب راحت و آرام مرا چرخ نے چھینا — یا شاہِ مدینہ
حسنینؓ کا صدقہ مجھے اک جام پلا دو — منصور بنا دو
میخانہ سلامت رہے اور ساغر و مینا — یا شاہ مدینہ
آخر درِ اقدس سے رہے دور یہ کبتک — مہجور یہ کبتک
بیدم تیرا ایک بندۂ ناچیز کمینا — یا شاہ مدینہ

پیمانِ وفاداری میزانِ محبت ہے — تم دل جسے سمجھے ہو دکانِ محبت ہے
بس دردِ محبت ہی درمانِ محبت ہے — یہ جانِ محبت ہے جانانِ محبت ہے
تنہائیِ غربت سے ہمت میں نہ فرق آئے — مایوسی و محرومی سامانِ محبت ہے
گو خاک کیا لیکن رکھا اُسی کوچے میں — اتنا تو مرے سر پر احسانِ محبت ہے
اُٹھ دردِ جگر اُٹھ کر سامان تواضع کر — مہمان مرے دل میں پیکانِ محبت ہے
منصور رہو یا مجنوں سرمد ہو کہ شبلی ہوں — ایک ایک گدا تیرا سلطانِ محبت ہے

ابروئے صنم اے دل محراب عبادت ہے ۔ اور مصحف رخ اُس کا قرآن محبت ہے

آغوش تصور سے تم جا ہی نہیں سکتے ۔ جبتک مرے ہاتھوں میں دامان محبت ہے

تا حشر تجھے اے دل اللہ رکھے قایم ۔ اک تو ہے کہ جو مرد میدان محبت ہے

سنتے ہیں کہ بجھتی ہے اشکوں سے لگی دل کی ۔ یہ گریۂ محرومی باران محبت ہے

جب اُن کے تغافل کی کچھ اُن سے شکایت کی ۔ فرمایا کہ ہاں یہ بھی اک شان محبت ہے

مدت ہوئی اے زاہد بیعت کئے ساقی سے ۔ اور بادہ پرستوں سے پیمان محبت ہے

گر ہونا ہے کچھ اے دل خاک در جاناں ہو ۔ سنتے ہیں کہ ایسا ہی فرمان محبت ہے

بے مانگے تپ غم دی اور درد جگر بخشا ۔ بیمار محبت پر احسان محبت ہے

گہ صورت مجنوں میں گہ کشور لیلیٰ میں ۔ جب دیکھو نئی ہر دم اک شان محبت ہے

پھر فکر معیشت کیا اور ذکر فراغت کیا ۔ جب بے سر و سامانی سامان محبت ہے

جب آنکھوں سے لوگوں کی بربادیاں دیکھی ہیں ۔ پھر کیوں دل وحشی کو ارمان محبت ہے

ارمان ہیں قید اس میں محبوس تمنائیں ۔ اب خانۂ دل اپنا زندان محبت ہے

مجبوری و محرومی مایوسی و مغمومی ۔ مجموعہ ان اجزا کا دیوان محبت ہے

صد شکر کہ دل آیا، آیا بھی تو پھر کس پر ۔ جو خسرو خوباں ہے خاقان محبت ہے

اِک تم ہو کہ جب دیکھو مغموم و پشیماں ہو
اِک وہ ہیں جنھیں ہر دم ارمان محبت ہے

حجت ہے وفاداری برہان محبت ہے ۔ ہم حسن پرستوں کا ایمان محبت ہے

مغمومی ہے مسروری غربت ہے وطن اپنا ۔ مجھ بے سر و ساماں کا سامان محبت ہے

کافر کہو یا مومن بندہ ہوں محبت کا ۔ ایمان کی پوچھو تو ایمان محبت ہے

یہ کیا ہوا دل دیگر دشوار ہوا جینا
ہم تو یہ سمجھتے تھے آسانِ محبت ہے

بیدمؔ میری ہستی کیا اور میری حقیقت کیا
میں قالب بیجان ہوں اور جان محبت ہے

اگر محشر کی ٹھہری ہے تو محشر ہی بپا ہوتا
مگر اس شرط پر گر وعدۂ فردا وفا ہوتا

جو ان کو اپنی یکتائی کا جلوہ دیکھنا ہوتا
تو ہر ذرہ کے رُخ پر غازۂ اِنّی انا ہوتا

مزا تھا جانکنی میں بھی جو یہ نقشہ کھچا ہوتا
وہ مجھ کو دیکھتے ہوتے میں اُن کو دیکھتا ہوتا

بُتی کی تیغ ابرو سے جو میں زخمی ہوا ہوتا
تو ہر زخم جگر نقشِ حصولِ مدعا ہوتا

اگر انسان کو انسان کا سجدہ روا ہوتا
تو وقفِ جبہ سائی نقش پائے مصطفیٰ ہوتا

میں پیچھے پیچھے ہوتا آگے آگے مصطفیٰ ہوتے
قیامت میں اگر جانا مرا پیش خدا ہوتا

یہ مشتِ خاک گر میری مدینے تک پہونچ جاتی
بڑا احسان تیرا مجھ پہ اے بادِ صبا ہوتا

اگر عریانی ہی محشر کی قسمت میں لکھی ہوتی
تو میرے ہاتھ میں کیوں دامنِ آلِ عبا ہوتا

مرا کعبہ مرا قبلہ مرا مسکن مرا مدفن،
جوارِ مصطفیٰ ہوتا دیارِ مصطفیٰ ہوتا

ردائے احدیت ہٹتی تو احمد کی قبا ہوتی
اگر سجدہ روا ہوتا تو پیشِ مصطفیٰ ہوتا

مجھے کچھ آرزو ہوتی تو تیری آرزو ہوتی
کسی کا آسرا ہوتا تو تیرا آسرا ہوتا

مقدر میں تھی رسوائی تو تیرے عشق میں ہوتی
جو مجھکو خاک ہونا تھا تو تیری خاکِ پا ہوتا

مدینہ چھوڑ کر جنت کو پھر میری بلا جاتی
جو قسمت سے مرا بستر ترے در پر لگا ہوتا

جدا دریا سے رہ کر قطرۂ ناچیز کہلاتا
جو دریا تک پہنچ جاتا تو پھر قطرہ رہا ہوتا

مرا ہونا نہ ہونا بھی کوئی ہونا نہ ہونا ہے
ہوا تو کیا ہوا بیدمؔ نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

نقاب رخ اُلٹ کر تو جو خنجر آزما ہوتا
تو پھر کوچہ ترا کوچہ نہ ہوتا کربلا ہوتا

میں اپنے دیکھنے والے کو خود بھی دیکھتا ہوتا
جو ایسا دیکھنا ہوتا تو ہاں پھر دیکھنا ہوتا

نہ ہم تجھ سے جدا ہوتے نہ تو ہم سے جدا ہوتا
ہمارے دن بھلے ہوتے تو کیا ایسا ہوا ہوتا

وہ مجکو دیکھتے ہوتے میں اُن کو دیکھتا ہوتا
تماشا میری حیرت کا عجب حیرت نما ہوتا

تمناؤں کا جھرمٹ حسرتوں کا جمگھٹا ہوتا
شہیدِ ناز کی تربت پہ اک میلا لگا ہوتا

بجائے میرے تم مجھ پر فدا ہوتے تو کیا ہوتا
اگر ایسا ہوا ہوتا تو پھر کیسا ہوا ہوتا

تمہاری طرح کیا سارے حسیں جلاد ہوتے ہیں
جو یہ ہوتا تو کیوں کوئی کسی کا مبتلا ہوتا

مرے آگے عدو بھی مدعی ہے جاں نثاری کا
جو تم خنجر بکف آتے تو اس کا فیصلا ہوتا

حسینوں ہی کے ہاتھوں سے ہماری موت آنی تھی
نہ ہوتے تم تو کوئی جان لیوا دوسرا ہوتا

قضا مقتل میں لاتی گوندھکر سہرا شہادت کا
عروسِ تیغ کے ہاتھوں سے میں دولھا بنا ہوتا

ذرا تو دیکھتے حسن و جمالِ یار کے جلوے
بھلا کچھ دیر تو نظارہ لے موسیٰ کیا ہوتا

اسیرانِ قفس پر بھی نگاہِ لطف ہو جاتی،
کبھی اس سمت بھی بھیرا نسیم جانفزا ہوتا

اگر اے ہمنشیں قسمت ہی اپنی راہ پر ہوتی
تو پھر وہ مدعی کیوں میرے دل کا مدعا ہوتا

مریضِ عشق کا مرنا ہی بہتر تھا جدائی میں
اگر اچھا ہوا ہوتا تو کیا اچھا ہوا ہوتا

حسیں ہو کر ستم پیشہ ہوا تو کیا ہوا کوئی
جو ہونا تھا تو آزردہ دلوں کا آسرا ہوتا

محبت کے مزے آتے اگر وہ میرے ہو جاتے
وہ میری پوچھتے تجھ سے تو پھر کیا پوچھنا ہوتا

ہجومِ یاس میں ارمان نکلیں کسطرح دل سے
اگر یہ بھیڑ چھٹ جاتی تو ہاں کچھ راستا ہوتا

یہ آتے ہی چلا تیرِ نظر کیوں میرے پہلو سے
جو آیا تھا تو کچھ دل میں ٹھہر کر دم لیا ہوتا

شبِ وعدہ جو اُس کے بس میں ہوتا صبح کا ہونا
تو اُس نے شام ہوتے ہی سویرا کر دیا ہوتا

یہ حُسنِ دل نشیں یہ ناز یہ اندازِ محبوبی،
سبھی کچھ تھا جو تو پابند آئینِ وفا ہوتا

سنبھالو ہوش اپنے خیر گذری حضرتِ موسیٰ
کہیں چلمن سرک جاتی تو پھر کیسا ہوا ہوتا

ہیں مستِ ازل ہیں ہم بلا کے پینے والے ہیں
ہمارا ایک دو ساغر میں ساقی کیا بھلا ہوتا

اگر مقصد نہ ہوتا عشق میں کوئی مرے دل کا
تو پھر بیدمؔ اثر خود نازبردارِ دعا ہوتا

غزل فرمایشی

دیکھا اُسی کو اُس دلِ آشفتہ حال میں،
جو آئے وہم میں نہ سمائے خیال میں،

اب پھروں اپنے آپ کو پاتا نہیں ہوں میں
کچھ ایسا گم ہوا ہوں کسی کے خیال میں،

کہہ کہہ کے اپنے ابروئے خمدار کی مثال
تم اور چار چاند لگا دو ہلال میں،

رُلوا رہی ہے ان کو مری مرگِ ناگہاں
ڈوبا ہوا ہوں میں عرقِ انفعال میں،

دیر و حرم بھی چھوڑ دو ایسی ہی شرم ہی
چھپ جاؤ آکے پردۂ چشمِ خیال میں،

یکساں رہا بہار و خزاں میں ہمارا حال
کمبل میں جیسے تھے رہے ویسے ہی شال میں،

بیدمؔ تم آفتابِ وفا ہو خدا گواہ
ناقص ہے جس کو شک ہی تمھارے کمال میں

مریضِ غم کو کسی طرح سے شفا دینا
دوا نہیں نہ سہی زہر ہی پلا دینا

دوآتشہ مرے ساقی مجھے پلا دینا
جلا کے دل مرے دل کی لگی بڑھا دینا

جو وقتِ قتل مرے شوق میں کمی دیکھو
تو مسکرا کے مرا حوصلہ بڑھا دینا

بیانِ میرے دردِ فراق کی حالت
سُنے سُنے نہ سُنے وہ مگر سنا دینا

تم ایک بار مری مان لو پھر اُس کے بعد
جو کچھ کہوں تو زبان کو قلم کرا دینا

تمھارے ہوتے طبیبوں کا کون لے احساں
سبق پڑھا ہے یہی مکتب محبت میں،
پس فنا کسی پردہ نشیں کی آمد ہے
یہی ہے کام ازل سے ترے تلوّن کا،

تمھیں نے درد دیا ہے تمھیں دوا دینا
کسی کی یاد رہے اور سب بھلا دینا
ہماری شمع لحد کو صبا بجھا دینا
بنا بنا کے نئی صورتیں مٹا دینا

شب فراق کسی کے خیال کا بیدم
جگر میں چٹکیاں لے لے کے گدگدا دینا

جستجو کرتے ہی کرتے کھو گیا
کیا خبر یارانِ رفتہ کی ملے
جب اُٹھایا اُس نے اپنی بزم سے
مجکو ہے کھوئے ہوئے دل کی تلاش
خیر ہے کیوں اِس قدر بیتاب ہیں
وہ مری بالیں سے آکر یہ گئے

اُن کو جب پایا تو خود گم ہو گیا
پھر نہ آیا اُس گلی میں جو گیا
بخت جاگے پاؤں میرا سو گیا
اور وہ کہتے ہیں کہ جانے دو گیا
حضرت دل آپ کو کیا ہو گیا
جاگ کر میرا مقدر سو گیا

آج پھر بیدم کی حالت غیر ہے
مے کشو لینا ذرا دیکھو گیا

دیدۂ نرگس سے پوچھا کوئی حیرانی مری
گنج مرقد ہی سہی گر گوشۂ خاطر نہیں،
ہم نشیں درد جدائی سے خدا آگاہ ہے
یا الٰہی کیا بلا ہے اُن کی زلفوں کا خیال،
یاں ہر آزادی میں مضمر ہیں مری پابندیاں

کہہ رہے ہیں گیسوئے جاناں پریشانی مری
کر دے آباد اب کہیں اے خانہ ویرانی مری
کیا سمجھ سکتا ہے تو تکلیف روحانی مری
کم نہیں ہوتی کسی صورت پریشانی مری
لاکھ پردوں کا ہے پردہ ایک عریانی مری

ہم کو دل بے آزمائے کیوں دیا کہتے ہیں وہ
اب بجز اُسکے کہوں میں کیا کہ نادانی مری

بہہ کے اشکوں نے مرا اعمال نامہ دہو دیا
کام آئی حشر میں بیدم پشیمانی مری

آنکھوں نے راز کہولے بہکی زباں ہماری
لے ڈوبیں ہم کو آخر بیتابیاں ہماری

محفل میں دیکھکر چپ وہ چپ نہ ہم کو سمجھیں
خلوت میں چلکے دیکھیں بے باکیاں ہماری

کیا خاک کج ادائی کی ہو وہاں شکایت
جب سیدہی باتیں ٹہریں گستاخیاں ہماری

ملنے ہی نہ دیں نہ مرنے جینے کا ذکر کیا ہے
کیا پوچھتے ہو ہم سے مجبوریاں ہماری

مرمٹنے پر بھی بیدم پامال غم رہے ہم
شاید نہ ختم ہوں گی بربادیاں ہماری

مل گئے جب تو فرق ہی کیا تھا
دریا قطرہ تھا قطرہ دریا تھا

ہوش میں آگئے جناب کلیم
پوچھ لو آپ جلوہ کیسا تھا

حالِ منصور و دار کیا کہئے
حد سے بڑہنے کا یہ نتیجا تھا

آپ جو چاہیں مجکو کہلا دیں
ورنہ دشمن کا حوصلہ کیا تھا

کون مجہ مست کا تھا روزِ الست
ایک ساقی ترا بھروسا تھا

خوب کھُل کر لہو پیا میرا
خنجر ناز کب سے پیاسا تھا

وہ ہی بیدم تھا آپ پہچانے
چپکا بیٹھا جو منہ کو تکتا تھا

کچھ خیر تو ہے آپ کدہر دیکھ رہے ہیں
دشمن سے اُدہر آپ اِدہر دیکھ رہے ہیں

وہ تکتے ہیں اغیار کو اور اُنکی طرف ہم
دیکھا نہیں جاتا ہے مگر دیکھ رہے ہیں

سچ ہے کہ بُرے وقت نہیں کوئی کسی کا
آتے ہیں ستانے وہ عیادت کے بہانے

لب خشک ہیں اور دیدۂ تر دیکھ رہے ہیں
نشتر سے مرے زخم جگر دیکھ رہے ہیں

جب تیچھلے پہر آنے کا وعدہ ہے تو بیدم
کیوں شام سے ہم جانب در دیکھ رہے ہیں

حسرت دل بھی نکل آئی ترے تیر کے ساتھ
کیسی وابستہ دعا تھی مری تاثیر کے ساتھ

دل کی کچھ بھی نہ چلی زلف گرہ گیر کے ساتھ
جکڑے ہوں ہاتھ تو کیا زور ہو زنجیر کے ساتھ

اُس سیہ بخت کی راتوں کو کوئی کیا پوچھے
روز جو صبح کرے نالۂ شبگیر کے ساتھ

میرے مٹتے ہی مرے دل پہ مصیبت آئی
اُس کی تقدیر بھی پھوٹی مری تقدیر کے ساتھ

طپش دل کی حقیقت تو اُنھیں لکھتا ہوں
ڈر ہے جل جائے نہ نامہ کہیں تحریر کے ساتھ

خانہ آبادی دل کی نہ پڑی حیف بنار
مر مٹا میں بھی اسی حسرت تعمیر کے ساتھ

جب نہ تب خانۂ دل ہی میں جگہ دیتا ہوں
مجکو کس درجہ محبت ہے ترے تیر کے ساتھ

ہوگا جو چاہے گا تو، تو نے جو چاہا سو ہوا
تیری مرضی ہے ید کاتب تقدیر کے ساتھ

وصل میں اُن کی اداؤں نے مری جان ہی لی
آہ آیا جو نظر خواب تو تعبیر کے ساتھ

مرتے مرتے بھی گلے ہی سے لگائے رکھا
کیسی الفت تھی مجھے آپ کی شمشیر کے ساتھ

یوں بھی بسمل کا آخر نہ ہوا شل و نظیر
ناز کچھ کہہ نہ سکا یار کا تصویر کے ساتھ

پڑ گئی جنبش ابرو میں نظر بھی ہم پر
وار قاتل نے کیا تیر کا شمشیر کے ساتھ

بے سبب میرے ستانے پہ تلا رہتا ہے
ضد ہے بیدم اُسے مجھ عاشق دلگیر کے ساتھ

جام کی صورت چلے اور چل کے محفل میں رہے
واہ کیا چلنا چلے پہلی ہی منزل میں رہے

اتنی دوری بھی تو عاشق کو ہے بُعد المشرقین
سارباں مجنوں ہو لیلیٰ اپنے محمل میں رہے

سینے میں چبھ کر نہ نکلے پھر کسی کے تیر ناز
آرزو بن کر مرے دل کی مرے دل میں رہے

اے مصور کھینچنا تصویر مقتل اس طرح
سر بکف میں اور خنجر دست قاتل میں رہے

منہ سے کچھ کہیے گا تو سُن لیجیے گا صاف صاف
غیر کو جو کچھ سمجھ رکھا ہی بس دل ہی میں رہے

انتظارِ دید میں کبتک نہ پھوٹے چشم شوق
خالی کاسہ کبتک آخر دستِ سائل میں رہے

یار کی نازک مزاجی نے نہ دم لینے دیا،
وصل کی شب بھی تو بیدم سخت مشکل میں رہا

اتنا تو اثر آج دکھائیں مرے نالے،
خود آئیں منانے کو مرے روٹھنے والے

رکتے ہی نہیں ساقی کی مست آنکھوں کے پیالے
ممکن ہی نہیں آج کوئی ہوش میں آئے

ملتے ہی نظر جان کے پڑ جائیں گے لالے
اب دیکھیں تو کس طرح کوئی دل کو بچالے

وہ تیر نظر آیا چلے غمزوں کے بھالے،
اب جان بچائے کہ کوئی دل کو سنبھالے

آئے بھی تو کب آئے ہوا رشک مسیحا
جب لینے لگا آپ کا بیمار سنبھالے

جس طرح مجھے روز نکلواتے ہو گھر سے،
یوں ہی کبھی ارمان مرے دل کے نکالے

اب تم سے علاجِ دلِ مجروح نہ ہو گا،
کر دو مجھے عیسیٰ مرے قاتل کے حوالے

وہ کہتے ہیں دم نکلنے پر اُف منہ سے نہ نکلے
بیتابی یہ کہتی ہے کیے جائیے نالے

ہاں وحشتِ دل پھر میں بیاباں کو چلوں گا
اچھے بھی تو ہو جائیں مرے تلوؤں کے چھالے

وہ آنکھیں ہیں جن آنکھوں میں ہو حسرتِ دیدار
وہ دل ہے جو دل دردِ محبت کا مزا لے

ظالم کہیں تلوؤں سے نہ مَلنا مرے دل کو
ارمان اسی میں ہیں مرے ناز کے پالے

یہ خار نہیں پھول ہیں صحرائے طلب میں،
چن لے انہیں آنکھوں سے کلیجے سے لگالے

ہر وقت کی بیداد تو اچھی نہیں ہوتی
اک بار مجھے جتنا ستانا ہو ستا لے

اک حضرتِ وارثؒ کے سوا دونوں جہاں میں
ہے کون جو بگڑی ہوئی بیدمؔ کی بنالے

للہ رے فیض ایک جہاں مستفید ہے
ہر مست میرے پیر مغاں کا مرید ہے

واعظ عبث یہ ذکر عذابِ شدید ہے
اک توبہ قفل رحمتِ حق کی کلید ہے

وحشت نے ہم کو جامۂ خسا کی پہنا دیا
اے عقل اب یہ کاہے کی قطع و برید ہے

اے رہروانِ جادۂ الفت بڑھے چلو
یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ منزل بعید ہے

کوثر سے کیوں نہ تیز بتاؤں شراب عشق
میخانۂ ازل کی یہ پہلی کشید ہے

کیونکر نہ قرب حق کی طرف دل مرا کھچے
گردن اسیر حلقۂ حبل الورید ہے

اب جام جم کی مجکو ضرورت نہیں رہی
وہ دل ملا ہے جس میں دو عالم کی دید ہے

واللیل ہے کہ زلف معنبر حضور کی
یہ روئے پاک ہے کہ کلام مجید ہے

ہلکی سی اک خراش ہے قاصد کے حلق پر
یہ خط جواب خط ہے کہ خط کی رسید ہے

خنجر بکف وہ کہتے ہیں اب آئے سامنے
کس کو خیالِ وصل ہے ارمان دید ہے

مجھ خستہ دل کی عید کا کیا پوچھنا حضور
جن کے گلے سے آپ ملے اُن کی عید ہے

تو دیکھے اور بندے پہ تیرے عذاب ہو
یارب یہ تیری شانِ کرم سے بعید ہے

شیشے کا معتقد ہے ارادت ہے جام سے
کس پیرِ مے فروش کا بیدمؔ مرید ہے

کعبے کو کون جائے کہ منزل بعید ہے
دل ہی مرا حریم جہان آفرید ہے

اک میں ہی کیا بتوں کا زمانہ شہید ہے
جو بندۂ خدا ہے اُنھیں کا مرید ہے

قربت کا مژدہ آیۂ حبل الورید ہے
اب اُس سے دور ہیں نہ وہ مجھ سے بعید ہے

دل جلوہ گاہِ حسن ازل آفرید ہے
دل کعبۂ جلیل ہے عرشِ مجید ہے

لا یُبصر کہیں کہیں حبل الورید ہے
قربت ہے دل سے اور نظر سے بعید ہے

ہر وقت اُن کے مصحفِ عارض کی دید ہے
ہر لحظہ اب تو دور کلامِ مجید ہے

کیسی رسید اور کہاں کا جواب خط
قاصد بھی زندہ آئے یہ کس کو اُمید ہے

ممکن ہے اسکے بعد کُھل کھیلیں وصل میں،
اقرار وصل قفل حیا کی کلید ہے

سنتے ہیں آئیں گے وہ لب بام شام کو
یہ چاند دیکھ لیں گے تو کل صبح عید ہے

پوچھا تو یہ دیا دل گم گشتہ کا پتہ
دل نام ایک غلام مرا زرخرید ہے

ماتم ہے اپنے دل کا نصیبوں کو روتے ہیں
ابکے برس لباس محرم میں عید ہے

واپس کیا ہتھیلیاں قاصد کی داغ کر،
اور کہدیا کہ بس یہی خط کی رسید ہے

بھیجے ہیں خط کے پرزے سر نامہ بر کے ساتھ
وہ ہے جوابِ خط تو یہ خط کی رسید ہے

ملنا ترا عدو سے ہو یا میری خودکشی،
وہ تجھسے دور ہے نہ یہ مجھسے بعید ہے

مشاطگیٔ زلف و رخ یار ہے نصیب
ہر شب ہے شب برات تو ہر روز عید ہے

جس رات تم کو خواب میں دیکھا ہے شب برات
جس روز تم گلے سے ملے اپنی عید ہے

بہزاد اُن کا خاک سراپا بنائے گا،
معدوم ہے کمر تو وہاں ناپدید ہے

افسردہ خاطری سے سراپا ہوں شکل یاس
اب تو امید وصل نہ ارمان دید ہے

جو کچھ کہا حضور نے سب میں نے سُن لیا
لیکن کرینگے ایسا یہ کس کو امید ہے

غیروں کے آگے پوچھتے ہو وجہ اضطراب
کُھل کر کہوں کہ درد جگر میں شدید ہے

سکتے میں ہے یہ حسن خداداد دیکھکر
آئینہ ان کا میری طرح محو دید ہے

ہر حیلہ ساز شبلی و منصور بن گیا
اک ناز کی رہی پر نہیں جاتی ہو اسکی جان

کوئی جنید عصر کوئی بایزید ہے
بیدؔم تو ہر ادا کا تمہاری شہید ہے

کیا گلہ اس کا میرا دل گیا
جس کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں پا گئیں

مل گئے تم مجھ کو سب کچھ مل گیا
دل کو جس کی جستجو تھی مل گیا

اُس گل رعنا نے ہنس کر بات کی
چھوڑ کر تو اس کو غیروں سے ملا

غنچۂ خاطر ہمارا کھل گیا
خاک میں جو تیری خاطر مل گیا

بن گئی ہر موج اک موج سراب
عرض حالِ چاکِ دل کیونکر کروں

تشنہ لب جب میں لب ساحل گیا
سامنے اُن کے گیا منہ سِل گیا

غیر ہی کیا بیرخی سے آپ کی
آج بیدؔم بھی بہت بیدل گیا

ان بن رہے گی کبتک کبتک ٹھنی رہے گی
موقوف ہے تمھارے دیدار ہی پہ مرنا

یہ تیغ ناز وغمزہ کب تک تنی رہے گی
جبتک نہ دیکھ لوں گا یہ جانکنی رہے گی

شرم و حیا کہاں تک پردہ کئے رہیں گے
تسکیں دئے ہوئے ہے ظالم ترا تلوّن

یہ چادرِ حجابی کبتک تنی رہے گی
جب دوستی نہ ٹھہری کیا دشمنی رہے گی

بن کر ترا بگڑنا بیدؔم نہیں انوکھا
کس کی بنی رہی ہے کسکی بنی رہے گی

کر گئی کام کچھ خبر نہ ہوئی
چارہ سازِ دل و جگر نہ ہوئی

برق ٹھہری تری نظر نہ ہوئی
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

شبِ غم بے ترے بسر نہ ہوئی
اس تغافل کے صدقے ہو جاؤں

نہ ہوئی ہائے پھر سحر نہ ہوئی
مر مٹا میں انھیں خبر نہ ہوئی

جان بھی دل کے ساتھ ہی جاتی
خیر گذری تری نظر نہ ہوئی

نہ ہوئی صبح شام ہجراں کی
یوں تو ہونے کو کب سحر نہ ہوئی

آنسوؤں سے بجھے کہاں تک پیاس
ہوئی دریا یہ چشم تر نہ ہوئی

وہ سمائے کچھ اس طرح مجھ میں
کہ دل و دیدہ کو خبر نہ ہوئی

چٹکیوں سے مسل کے پھینک دیئے
تم کو قدرِ دل جگر نہ ہوئی

ترے ہاتھوں سے ہجر میں اے چرخ
کبھی اک طرح پر بسر نہ ہوئی

داستانِ فراق بیدمؔ کی
مختصر سی بھی مختصر نہ ہوئی

جب ایسی ہی تمہاری بے اعتنائیاں ہیں
پھر تو بھلائیاں بھی میری برائیاں ہیں

لیلیٰ کو کون جانے وہ قیس ہو تو مانے
یاں اپنے آپ سے بھی نا آشنائیاں ہیں

وہ تولتے ہیں خنجر ہم اُس پہ مر رہے ہیں،
جھٹکے سے مڑ نہ جائیں نازک کلائیاں ہیں

جب نکلی میرے دل سے میرا ہی گھر جلایا
اے آہ کس غضب کی یہ نارسائیاں ہیں

میرے ہی خط کے پرزے لایا ہے ساتھ بیدمؔ
اور نامہ بر کے منہ پر اُڑتی ہوائیاں ہیں

پوچھ لے شیخ کسی مردِ خوش اوقات کی رات
چھوڑ دے مجھ پہ ہی مجھ رند خرابات کی رات

دن نکل آتا ہے جب رُخ سے نقاب اُٹھتی ہے
یہ شبِ وصل ہے یا سحر و طلسمات کی رات

جب میسر ہوئی منہ تاکتے ہی رہتے کٹی،
عرضِ حالات کی اظہارِ خیالات کی رات

گفتگوئے مطلبِ دل کی جو چھیڑی خلوت میں،
چپ ہوئے ایسے کہ تا صبح نہ کچھ بات کی رات

تیر ہوتی ہی نہیں کاٹے سے کٹتی ہی نہیں
حشر کا دن ہے کہ اُمیدِ ملاقات کی رات

کعبے والوں کے کھُلے رازِ حقیقت آخر
ہم نے بت خانوں میں جا جا کے ملاقات کی رات

کیوں اُنھیں ماہ شبینہ سے میں تشبیہ نہ دوں
کہ جب آتے ہیں تو رہتے ہیں فقط رات کی رات

بعد مدت کے گھٹا چھائی ہے میخانہ پر
ساقیا دے کوئی ساغر کہ ہے خیرات کی رات

جوشش گریہ سے ہیں آنکھیں مری ساون بھادوں
روز روشن بھی ہے بیدم مجھے برسات کی رات

پہلے شرما کے مار ڈالا
پھر سامنے آکے مار ڈالا

ساقی نہ پلائی تونے آخر
ترسا ترسا کے مار ڈالا

عیسٰے تھے تو مرنے ہی نہ دیتے
تم نے تو جلا کے مار ڈالا

بیمار الم کو تونے ناصح،
سمجھا سمجھا کے مار ڈالا

خنجر کیسا فقط ادا سے
تڑپا تڑپا کے مار ڈالا

یاد گیسو نے ہجر کی شب
اولجھا اولجھا کے مار ڈالا

فرقت میں ترے غم و الم نے
تنہا مجھے پا کے مار ڈالا

خنجر نہ ملا تو اُس نے بیدم
آنکھیں دکھلا کے مار ڈالا

دم آخر بھی وہ تسکین دئے جاتے ہیں
مرنے والوں پہ یہ احسان کئے جاتے ہیں

آنکھ میں سرمہ کا دنبالہ دئے جاتے ہیں،
قید آہوئے رمیدہ کو کئے جاتے ہیں

مرتے مرتے بھی ترا نام لئے جاتے ہیں،
مرنے والے ترے اپنی سی کئے جاتے ہیں

ہر گھڑی میرے ستانے پہ تلے رہتے ہیں،
روز تازہ ستم ایجاد کئے جاتے ہیں

عیسٰے قم کہنے کی تکلیف گوارا نہ کریں
اُن کے مارے ہوئے کیا اُن سے جئے جاتے ہیں

یاد ایام گذشتہ شب غم حسرت و یاس
یہی دو چار مرا ساتھ دئے جاتے ہیں

آبرو کا انھیں کچھ پاس نہ عزت کا خیال
حضرت دل نہیں پھر ہم کو لئے جاتے ہیں

ہجر میں کب ہے گوارا ہمیں جینا لیکن
زیست سے تنگ ہیں مجبور جئے جاتے ہیں

مرحمت ہوتے ہیں اغیار کے جھوٹے ساغر
مے نہیں خون کے ہم گھونٹ پئے جاتے ہیں

طوق و زنجیر سے کچھ کم نہ ہوا جوشِ جنوں
حضرتِ دل ابھی وحشت کی لئے جاتے ہیں

یوں بھی آزاد نہ ہوں گے تری الفت کے اسیر
بند بے فائدہ زنداں میں کئے جاتے ہیں

سچ ہے پابوسیٔ وارثؒ کی بدولت بیدمؔ
جس جگہ جاتے ہیں آنکھوں پہ لئے جاتے ہیں

آنکھ ملتے ہی دل مرا نہ رہا
اور رہا بھی تو کام کا نہ رہا

جب سے دشمن کو منھ لگایا ہے
اُن کی باتوں میں وہ مزا نہ رہا

سُن کے موسیٰؑ سے طور کی حالت
اُن سے ملنے کا حوصلہ نہ رہا

تم وفاؤں کو میری مان گئے
اب مجھے شکوۂ جفا نہ رہا

بزمِ دشمن میں پھیر لیں آنکھیں
طور اب وہ نگاہ کا نہ رہا

تم سلامت رہو رقیب رہیں
ایک بیدمؔ رہا رہا نہ رہا

پاسِ ادب مجھے اُنھیں شرم و حیا نہ ہو
نظارہ گاہ میں اثرِ ماسوا نہ ہو

مانا مری قبول نہیں ہے دعا نہ ہو
اتنا ہی ہو کہ اُس پہ اثر غیر کا نہ ہو

کیوں کر کہوں کہ پاس اُنھیں غیر کا نہ ہو
جو غصّے میں بھی کہتے ہیں تیرا برا نہ ہو

اس پردے میں تو کتنے گریبان چاک ہیں
وہ بے حجاب ہوں تو خدا جانے کیا نہ ہو

تکیئے میں کیا رکھا ہے خطِ غیر کی طرح
دیکھوں تو میں نوشتۂ قسمت مرا نہ ہو

مل کر گلے وہ کرتے ہیں خنجر کیطرح کاٹ
اس پر بھی کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے جدا نہ ہو

موسیٰ کا حال دیکھ کے دل کانپنے لگا
اب تو دعا ہے اُن سے مرا سامنا نہ ہو

وہ بار بار میرا لپٹنا شب وصال — اُن کا جھجک کے کہنا کوئی دیکھتا نہ ہو
بیدم کی زندگی ہو اسی چھیڑ چھاڑ میں — ترک وفا کی طرح سے ترک جفا نہ ہو

سنکر تری اے پیر مغاں ہمت عالی — ہوتا ہوں سوالی
چلتی ہے ہوا سرد گھٹا چھائی ہے کالی — دے بھر کے پیالی
لے کاسۂ دل دیر سے حاضر ہوں میں در پر — اے ساقیٔ کوثر
سنتا ہوں کریموں سے جو کرتا ہے سوالی — پھرتا نہیں خالی
ذروں میں ہے خورشید نہاں قطروں میں دریا — اور بندوں میں مولا
ہر شکل میں ہے پیش نظر شان جمالی — تنویر جلالی
میرے بھی سیہ خانے میں کردے کبھی پھیرا — ہے سخت اندھیرا
پھیلی ہے ترے حسن کی عالم میں اُوجالی — اے شمع جمالی
جی بھر کے جھروکوں سے اُنھیں دیکھینگے بیدم — پہونچیں تو وہاں ہم
ہے عین کرم روضۂ سرکار کی جالی — آئیں گے نہ خالی

ذرا سی پیالی میں کردے زیادہ — سلامت رہے تیرا مینا و بادہ
کہاں لے چلی وحشت اُن کی گلی سے — یہ بیٹھے بٹھائے کہاں کا ارادہ
نہ کیوں قبر میں پاؤں پھیلا کے سوؤں — کہ آرام ہے یاں گھر سے زیادہ
مبارک مبارک بہار آئی ساقی — جمے بزم رنداں چلے دور بادہ
محبت ہی مذہب محبت ہی مشرب — یہی خاندان اور یہی خانوادہ
اُنھیں کی طرف سب چلے جارہے ہیں — کوئی شہسوار اور کوئی پا پیادہ
تجھے ایک دو دن کا رونا ہی بیدم — ارے زندگی ہی گذر جائے سادہ

یہ قطرہ آج جو قطرہ ہے کل دریا میں شامل تھا
یہ ذرہ آج ذرہ ہے کبھی تو ماہ کامل تھا

غبارِ راہ جب اُٹھکر چلا وحشت پکار اُٹھی
کہ اے مجنوں اِسکی آڑ میں لیلیٰ کا محمل تھا

ترے آتے ہی اے گل باغ میں تازہ بہار آئی،
کہیں تھی نغمہ خواں قمری کہیں شورِ عنادل تھا

تمہارے اُٹھتے ہی دردِ جگر بھی ساتھ ہی اُٹھا
میں بیمارِ الم مانا نہیں اُٹھنے کے قابل تھا

صفوفِ انبیا میں یوں تھے ختم الانبیا بیدمؔ
کہ ہالا گرد تھا اور بیچ میں اک ماہ کامل تھا

مجھ سے چھپکر مرے ارمانوں کو برباد نہ کر
داد خواہی کے لئے آیا ہوں بیداد نہ کر

دیکھ مٹ جائے گا ہستی سے گذر جائے گا
دلِ ناعاقبت اندیش اُنھیں یاد نہ کر

آگیا اب تو مجھے لطفِ اسیری صیاد
ذبح کر ڈال مگر قید سے آزاد نہ کر

جس پہ مرتا ہوں اُسے دیکھ تو لوں جی بھر کے
اتنی جلدی تو مرے قتل میں جلاد نہ کر

آپ تو ظلم لگاتار کئے جاتے ہیں،
مجھ سے تاکید پہ تاکید ہے فریاد نہ کر

جلوہ دکھلا کے مرا لوٹ لیا صبر و قرار
پھر یہ کہتے ہیں کہ تو نالہ و فریاد نہ کر

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ پشیماں ہیں وہ
ان کو محجوب زیادہ دلِ ناشاد نہ کر

اے صبا کوچۂ جاناں میں پڑا رہنے دے
خاک ہم خاک نشینوں کی تو برباد نہ کر

ہم تو جب سمجھیں کہ ہاں دل پہ ہے قابو بیدمؔ
وہ تجھے بھول گئے تو بھی اُنھیں یاد نہ کر

سبھی کا حضرتِ دل احترام کرتے ہیں
کسی کو سجدے کسی کو سلام کرتے ہیں

بلا سے اُن کی کوئی پائمال ہو جائے،
وہ اپنی دھن میں ہیں مشقِ خرام کرتے ہیں

یہ لن ترانیاں سنکر بھی چپ نہیں ہوتے
کلیم طور پہ اب تک کلام کرتے ہیں

خدا کی شان کہ پہلو میں بیٹھکر اُن کے،
رقیب بزم میں ہم کو سلام کرتے ہیں

میں کہہ رہا ہوں کہ رخ سے ہٹائے نہ نقاب
اُنھیں یہ ضد ہے کہ ہم قتلِ عام کرتے ہیں

حکایت غم ہجراں نے طول کھینچا ہے
ہم آج مر کے یہ قصہ تمام کرتے ہیں

جو سجدے کرتے ہیں بیدم حرم کی چوکھٹ پر
تو بتکدے کو بھی جھک کر سلام کرتے ہیں

اُن کے تیور چڑھے ہیں کسی کے لئے
سب بلائیں ہیں میرے جی کے لئے

ہم تو مرنے پہ جان دیتے ہیں
لوگ مرتے ہیں زندگی کے لئے

تم بھی ہو ابر بھی ہے باغ بھی ہے
خوب موقع ہے مے کشی کے لئے

جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر گذرے
ایک ظالم تری خوشی کے لئے

مرگِ دشمن پہ کیوں گرے آنسو
تم تو روتے نہ تھے کسی کے لئے

سارے جھگڑے یہ زندگی تک ہیں
کون روتا ہے پھر کسی کے لئے

خامشی کہہ رہی ہے بیدم کی
پھر پریشان ہے کسی کے لئے

دل کوچۂ گیسو میں پہنچکر نہیں ملتا
منزل کا پتہ شام کو اکثر نہیں ملتا

ساقی مئے صافی نہیں تلچھٹ ہی پلا دے
چلو ہی سے پی لیں گے جو ساغر نہیں ملتا

تنکے نہیں چنتا ہوں میں کچھ ڈھونڈ رہا ہوں
تم جب سے گئے ہو دل مضطر نہیں ملتا

یاں مژدۂ آمد نے مجھے آپ سے کھویا
اُن کو یہ شکایت ہے کہ گھر پر نہیں ملتا

کیا دیر ہے مرتا ہوں اشاروں پہ تمہارے
نظروں ہی سے لو کام جو خنجر نہیں ملتا

وہ ملتے ہیں موقعے بھی بہت ملتے ہیں بیدم
پر کیا کریں غیروں کا مقدر نہیں ملتا

بن گئی جی پہ مصیبت آ گئی
اُن کے جاتے ہی قیامت آ گئی

دے دیا دل جس کو چاہا دیدیا
آ گئی جس پر مصیبت آ گئی

پھر وہی کلفت وہی دردِ فراق
وہ ہوئے رخصت قیامت آ گئی

رہ گئی غیروں پہ کھنچکر تیغِ ناز
کیوں نہ ہو آخر مروت آ گئی

جھک گئے فوراً ہی سجدے کیلئے
سامنے جب تیری صورت آگئی،

وصل میں اب تخلیہ ممکن نہیں،
شرم جاتے ہی نزاکت آگئی،

دوستی کا لطف اے بیدم نہیں
درمیاں میں جب شکایت آگئی.

پابزنجیرِ جنوں زلف سیہ فام نہ کر
کھوئی منزل مری ہوتی ہے مجھے شام نہ کر

قبر میں بھی تو نہ ہم چین سے سونے پائے
وحشتِ دل کا تقاضا ہے کہ آرام نہ کر

بولی مجنوں سے یہ لیلیٰ پس پردہ آکر
تو ہے رسوائے زمانہ مجھے بدنام نہ کر

دل ہے اللہ کا گھر اس میں بتوں کا کیا کام
منزلِ خاص ہے یہ بارگہ عام نہ کر

صدقے بیدم ترے رخسار و نہ زلفوں کو نہ ڈال
ایک جا جمع مری جاں سحر و شام نہ کر

ایک قطرہ آب ہے تو یا بوند بھر لہو ہے
اے اشک پر تجھی سے آنکھوں کی آبرو ہے،

اے مدعیٔ وحدت یہ ما و من کہاں کی،
یا کہدے میں ہی میں ہوں یا کہدے تو ہی تو ہے

مینا نے کیا کہا ہے ساغر سے جھک کے ساقی،
کچھ میری ہی شکستِ توبہ کی گفتگو ہے

پژمردہ ہی سہی میں گلچیں مگر وہ گل ہوں
کمھلانے پر بھی اب تک مجھ میں وفا کی بو ہے

ہم اُنکے ڈھونڈنے میں خود گم ہوئے ہیں بیدم
اُونکی تلاش گویا اپنی ہی جستجو ہے

اب جانے کو فردوس میں دل کیوں مرا چاہے۔ پروا مجھے کیا ہے
دل ہی میں مرے روضۂ محبوب خدا ہے۔ جنت کا مزا ہے
حیران ہوں کیا سمجھوں سراپا کو تمھارے اے حق کے دولارے
بس نور ہے اور نور کے سانچے میں ڈھلا ہے۔ اک شانِ خدا ہے
ہاں نام محمد مری بالیں پہ لئے جا۔ اے پیارے مسیحا
بس اک یہی درد دل عاشق کی دوا ہے۔ دافعئی شفا ہے

معراج میں جب سرورِ عالم بنے دولہا اور حوروں نے دیکھا
بیساختہ بول اُٹھیں کہ محبوب خدا ہے۔ کیا خوب بنا ہے
بگڑی تمھیں بیدم کی بنائے ہی بنے گی۔ تب لاج رہے گی
آخر وہ تمھارے درِ اقدس کا گدا ہے۔ مانا کہ بُرا ہے
بیدم کو بھی کچھ بھیک عطا کیجئے مولا۔ حسنینؑ کا صدقہ
محتاج یہ کب سے درِ دولت پہ پڑا ہے۔ اور مانگ رہا ہے

سب حقیقت کھول کر رکھدوں ابھی بیداد کی
تجھسے گر لے ضبط کچھ مہلت ملے فریاد کی

جب ہوا تب آپنے مٹی مری برباد کی
کون سے دن مہرباں قدر دلِ ناشاد کی

جب چمن میں خاک اُڑی مجھ بلبلِ ناشاد کی
دھوم تھی صیاد کے گھر میں مبارکباد کی

آپ کی عاشق نوازی کے تصدق جایئے
رنج دیکر مجکو دشمن کی طبیعت شاد کی

یہ تلوّن ہے کہ اک پہلو نہیں اس کو قرار
نت نئی اس شوخ نے طرز ستم ایجاد کی

جانِ جاں ہم تو وفاؤں پر وفا کرتے رہے
آپ نے جتنک ہوا بیداد پر بیداد کی

جی ہلا دیتے ہیں یونہی نالہائے اہلِ درد
اور پھر وہ بھی فغاں مجھ عاشقِ ناشاد کی

کیوں اسیرانِ قفس کو ہچکیاں آنے لگیں،
کیا مرے بھولے ہوئے نے پھر کسی کی یاد کی

جب کسی کے جھک کے چلنے کی ادا یاد آگئی
چوم کر لے لیں بلائیں خنجرِ فولاد کی،

پھر سنا ہے غیر کا دخل اُنکی محفل میں ہوا
میں تو سنتا تھا کہ جنت چھن گئی شداد کی،

اس سراپا نور کی تصویر کھچ سکتی نہیں،
منھ بنائیں کیا ہے صورت مانیؔ و بہزاد کی،

ہوگیا بد نظر کس مہ جبیں کو دل میرا،
ہر طرف سے کیوں صدائیں ہیں مبارکباد کی

دستِ نقاشِ ازل ہیں تجھ پہ سو جان سے نثار
کھینچ کر تصویر رکھدی عالمِ ایجاد کی

جب ہوا بیہوش جلوے میں دلِ دیدار جو — در د نے اُٹھکر ادا رسم مبارک باد کی
حجت و تمثیل سے ہے پاک یکتائی تری — تیری احدیت میں گنجایش نہیں اعداد کی
ایکدم بیدمؔ نہ اُسنے چین سے رہنے دیا — کرچکا جب اک ستم تو دوسری بیداد کی

قصرِ جاناں تک رسائی ہو کسی تدبیر سے — طائرِ جاں کیلئے پر مانگ لوں میں تیر سے
ان کو کیا دھوکا ہوا مجھ ناتواں کو دیکھکر — میری صورت کیوں ملاتے ہیں مری تصویر سے
گالیاں دیکر بجائے قُم کے اے رشکِ مسیح — آپنے مردے جلائے ہیں نئی تدبیر سے
صدقے اے قاتل ترے مجھ تشنۂ دیدار کی — تشنگی جاتی رہی آبِ دمِ شمشیر سے
عشوے سے غمزے سے شوخی سے ادا سے ناز سے — مٹنے والا ہوں مٹا دیجئے کسی تدبیر سے
اک سوال وصل پر دو دو سزائیں دیں مجھے — تیغ سے کاٹا زباں کو سی دئے لب تیر سے
کچھ نہ ہو اے انقلابِ آسماں اتنا تو ہو — غیر کی قسمت بدل جائے میری تقدیر سے
زندگی سے کیوں نہ ہو نفرت کہ محوِ زلف ہوں — قیدِ ہستی مجھکو بیدمؔ کم نہیں زنجیر سے

حلقہ بگوش گیسوئے خمدار ہو گیا — یارب میں کس بلا میں گرفتار ہو گیا
موقوف ایک حضرتِ منصور ہی پہ کیا — سر جس نے دیدیا وہی سردار ہو گیا
ساقی نے آکے مستوں میں اک دھوم ڈالدی — زاہد کا گھر بھی خانۂ خمار ہو گیا
قاتل تو اپنی تیغ کا صدقہ اتار دے — سر اتنا مجکو تن پہ گرانبار ہو گیا
لیجئے نصیب حضرتِ بیدمؔ کے کھل گئے — سنتے ہیں آج وصل کا اقرار ہو گیا

دم میں مریضِ غم کا ترے کام ہو گیا — پوچھا مزاج تونے کہ آرام ہو گیا
وار اُن کا خالی جا نہیں سکتا کسی پہ ہو — غیر اُدسے میں نشانۂ دشنام ہو گیا
صد شکر ہے کہ اُن کی نگاہوں پہ چڑھ گیا — اب کام تیرا اے دل ناکام ہو گیا

ہر ایک کی پکار ہے دربارِ حشر میں
ایوانِ خاص بارگہِ عام ہو گیا

گردش ہے ایک جا پہ ٹھہرتا نہیں غریب
قاصد بحقِ نامہ و پیغام ہو گیا

وہ اور ہوں گے جنکے لئے تیغ چاہئے
یاں تو اشاروں ہی میں مرا کام ہو گیا

پیرِ مغاں کے ایک اشارے کی بات تھی
بیدمؔ بھی آج معتقدِ جام ہو گیا

جھک کے ساغر سے گلے ملتا ہے پیمانے کی عید
اپنی ہستی سے گذر جانا ہے مستانے کی عید

تجھ پہ صدقے ہو کے مرجانا میری معراج ہے
شمع پر قربان ہو جانا ہے پروانے کی عید

ملتا آغوشِ لحد سے جا کے گر ملتا نہ تو
اب کے ویرانے میں ہوتی تیرے دیوانے کی عید

ہم بغل رکھتا ہوں تصویرِ خیالی یار کی
دیکھ لے آ کر کوئی میرے صنم خانے کی عید

یہ بھی کوئی عید ہے بیدمؔ کہ ساقی ہے نہ جام
عید تو جب تھی کہ ہوتی مجکو میخانے کی عید

جو دی تھی شبلیؒ و منصورؒ کو وہی شے لا
میں صدقے جاؤں ترے ساقیا وہی مے لا

غبارِ قیس سے نہ چھوٹا جو دامنِ لیلیٰ
بگولا بن کے اڑا، اڑ کے نجد میں پھیلا

غبارِ قیس نہ چھو پایا دامنِ لیلیٰ
کبھی اڑا کبھی اونچا ہوا کبھی پھیلا

نہیں ہے مے نہ تو تلچھٹ ہی مجکو کافی ہے
میں دھو کے پی لوں تری خیر شیشۂ مے لا

نقاب اٹھی تو قیامت کا سامنا ہو گا
زیادہ دیدۂ دیدار جو نہ منہ پھیلا

جنوں ہے مجکو میں مجنوں ہوں پر نہ وہ مجنوں
جو تیرے ہوتے کرے دعویٔ انا لیلیٰ

اڑی جو خاکِ شہیدانِ ناز کی تو کہا
یہ کس نے دامنِ قاتل کو کر دیا میلا

کبھی طواف کبھی سجدہ اور سلام کیا
سمجھ کے قیس نے کعبے کو محملِ لیلیٰ

تقاضے رشک سے ہیں اپنی عمرِ رفتہ کے
اتارو جامۂ ہستی بہت کیا میلا

بگولا دشت میں اٹھا تو تھیں دیوانہ
پکارا محملِ لیلےٰ سمجھ کے یا لیلیٰ

جو کچھ لکھا تھا مقدر میں سامنے آیا
عبث ہے نالہ و فریاد و آہ و واویلا

فسانے رہ گئے مجنوں کے اب کہاں مجنوں
وہ نجد ہے نہ وہ لیلیٰ نہ ناقۂ لیلیٰ

جو حسنِ خاص کی تحقیق ہے تمھیں منظور
تو چشم قیس سے پوچھو حقیقت لیلیٰ

ادا شناسوں سے چھپنا محال ہی بیدم
وہ شکل قیس میں ہوں یا بصورت لیلیٰ

نہ تو اپنے گھر میں قرار ہے نہ تری گلی میں قیام ہے
تری زلف و رخ کا فریفتہ کہیں صبح ہی کہیں شام ہے

ترے اک نہ ہونے سے ساقیا نہ وہ مے نہ شیشہ و جام ہے
نہ وہ صبح اب مری صبح ہی نہ وہ شام اب میری شام ہے

نہ تو چکھنا جس کا عذاب ہے نہ تو پینا جس کا حرام ہے
سرِ بزم ساقی نے دی وہ مے کہ سرور جس کا مدام ہے

میں دعائیں دوں تو وہ گالیاں کریں بات بات پہ پھبتیاں
یہ عجیب طور و طریق ہیں یہ عجیب طرزِ کلام ہے

وہ ستم سے باز نہ آئیں گے یوں ہی ظلم کرتے ہی جائیں گے
اُنھیں کیا مرے کہ جئے کوئی اُنھیں اپنے کام سے کام ہی

مرا دل دہلنے لگا ابھی دو گھڑی تو دور ہی ہمنشیں
خبرِ وصال نہیں سُنی یہ مری قضا کا پیام ہے

بچے کس طرح سے مریضِ غم نہ تم آ سکو نہ بلا سکو،
یہی حالتیں تو دیکھنا کوئی دم میں قصہ تمام ہے،

سینے دل ہزاروں تڑپ گئے جو سسک رہی تھی وہ مر گئے

اُٹھے فتنے حشر بپا ہوا یہ عجیب طرزِ خرام ہے

عجب عاشقوں کی نماز ہے نیا بیدمؔ اُن کا نیاز ہے
کہ قیام ہے نہ قعود ہے نہ تو سجدہ ہے نہ سلام ہے

بتوں پہ مر مٹے دھوکا دیا ساری خدائی کو
جناب شیخ ہم سمجھے تمھاری پارسائی کو

زمانہ پھر گیا پھر جائے پر تو تو ہمارا ہو
تری خاطر سے اے بت ہم نے چھوڑا ہی خدائی کو

مری مشکل میں آڑے آیئے آسان کر دیجئے
ذرا میں بھی تو دیکھوں آپکی مشکلکشائی کو

خدا نے دل دیا تھا صدقے کر نیکو حسینوں پر
جبیں پیدا ہوئی تھی اُنکے در پہ جبہ سائی کو

بجائے تاجِ ظلِ داری سر پر ہے اے بیدمؔ
شہنشاہی سمجھتا ہوں میں اس در کی گدائی کو

بتائے دیتی ہے بے پوچھے راز سب دل کے
نگاہ شوق کسی کی نگاہ سے مل کے

نکالے حوصلے مقتل میں اپنے بسمل کے
نثار تیغ کے قربان ایسے قاتل کے

میں اُس پہ صدقے جو جائے کسی کی یاد میں جان
کسی کو چاہے میں قربان جاؤں اُس دل کے

بڑی اداؤں سے لی جان اپنے کشتے کی،
ہزار بار میں قربان اپنے قاتل کے

غبار قیس نہیں ہی تو کون ہے لیلیٰ،
کوئی تو ہے کہ جو پھرتا ہے گرد محمل کے

وہ پھوٹ بہنے میں مشتاق ہیں یہ رسنے میں
رہیں گے دب کے نہ آنکھوں سے آبلے دل کے

مہار ناقہ لیلےٰ تو کھینچ لے اے آہ
ہٹا دے دست طلب بڑھ کے پردے محمل کے

وہ دل میں ہیں مگر آنکھوں سے دور ہیں بیدمؔ
پڑا ہوا ہوں میں پیاسا قریب ساحل کے

کبھی گیسو کے کبھی عاشقِ رخسار بنے
کبھی کافر ہوئے ہم اور کبھی دیندار بنے

اُنکی محفل میں جپ ہوں تو لگے تہمتِ ضبط
بات اگر منہ سے نکل جائے تو طومار بنے

برسوں چکر میں رکھا بخت نے ساغر کی طرح
بیٹھکر در پہ ترے نقطۂ پرکار بنے

جو تری راہ میں گم ہو وہی پا جائے تجھے
سر جو سولی پہ چڑھا دے وہی سردار بنے

مئے توحید کے سرشار بہت کم دیکھے
یوں تو اک طرف بہت پھرتے ہیں میخوار بنے

جز رمز عشق محبت کا نہ پوچھو بیدم
سو دفعہ بگڑے ہیں اس راہ میں سو بار بنے

اے جنوں کچھ اثر نالۂ سوزاں نہ ہوا
داغ دل بڑھ کے چراغ در زنداں نہ ہوا

اُف رے بیرحم کبھی سر بگریباں نہ ہوا
میری ہستی کو مٹا کر بھی پشیماں نہ ہوا

دشت میں ڈھونڈھتا پھرتا ہے مکانِ لیلیٰ
کوئی بستی ہوئی اے قیس بیاباں نہ ہوا

میری میت پہ وہ منھ ڈھانپ کے کہنا اُن کا،
صبر دو روز بھی او وصل کے خواہاں نہ ہوا

نہ اجل آئی نہ وہ بہر عیادت آئے
ہجر میں کوئی مرے حال کا پرساں نہ ہوا

خونِ حسرت نے ضیافت میں کمی کی شاید
میہمانِ دل میں جو دم بھر ترا پیکاں نہ ہوا

ہجر میں شام سے ہی زہر منگا رکھنا تھا
آج جو چاہیے تھا ہم سے وہ ساماں نہ ہوا

قطع ہونے پہ نہ رہتا کوئی جھگڑا باقی،
رشتۂ خام وفا تارِ رگ جاں نہ ہوا

تھا جو اک غیرتِ عیسیٰ کا سہارا دل کو
مرض الموت سے بیمار ہراساں نہ ہوا

کب ترے ذکر پہ ہم خوش نہ ہوئے غنچہ دہن
زخم دل کب ترا نام آتے ہی خنداں نہ ہوا

ہجر جاناں میں بجھاتے دلِ بیدم کی لگی
تم سے اتنا بھی تو اے دیدۂ گریاں نہ ہوا

دشمن آئینہ ہے مغرور کی یکتائی کا،
آج بل نکلے گا زنجیر خود آرائی کا،

دشمن اور آکے ہو مونس شب تنہائی کا
ملک الموت کرے کام مسیحائی کا،

دیکھیے کب سر شوریدہ کی تقدیر کھلے
شوق مدت سے ہے اُس در پہ جبیں سائی کا،

اُنکی غصہ میں جو لیں میں نے بلائیں تو کہا
کام دیوانے بھی کر جاتے ہیں دانائی کا،

رنگ لانے کو تو لائے مری شوریدہ سری
پر مجھے پاس ہے ظالم تری رسوائی کا،

آپکے ساتھ ہی آرام چلا چین چلا
کوچ ہے قافلۂ تاب و توانائی کا

مددلے جوشِ جنوں پاؤں نہ رک جائیں کہیں
قصد ہے آج مرا بادیہ پیمائی کا

میری تصویر جو نقاشِ ازل نے کھینچی،
حسن کے ساتھ بھرا رنگ بھی یکتائی کا

لیجئے ہو گیا وہ پردہ نشیں بھی بدنام
یہ نتیجہ ہوا آخر مری رسوائی کا

دیر میں ہی کبھی کعبہ میں کبھی دل میں مقیم،
کیا پتہ پائے کوئی اُس بتِ ہرجائی کا

چشمِ بیمار صنم نے کئے لاکھوں زخمی
ناتواں ہو کے کیا کام توانائی کا

خرمنِ ہوش پہ جلتے ہی گری برقِ جمال
ناطقہ بند ہوا جاتا ہے گویائی کا

خط میں کس طرح سے لکھکر اُنھیں سمجھاؤں میں
قابلِ دید ہے عالم شبِ تنہائی کا

کوچۂ عشق میں کہتی ہے یہ روحِ مجنوں
کیوں ادھر آئے جسے پاس ہو رسوائی کا

وہی الجھن وہی تاریکی وہی یاس و ہراس
گور سے ملتا ہے عالم شبِ تنہائی کا

اب کہاں لطفِ سخن سنجی وہ نکتہ سنجی،
شاعری نام ہے اب قافیہ پیمائی کا

لے چلو بارِ ملامت کو سنبھل کر بیدم
ہوش کا کام ہے کوچہ ہے یہ رسوائی کا

تیور چڑھائے اُس نے مزاجی دہل گیا
انکارِ وصل سُن کے کلیجہ نکل گیا

تو پھر گیا تو ساری خدائی پلٹ گئی
تیری نظر کے ساتھ زمانہ بدل گیا

صد شکر دم نکلنے سے پہلے تم آگئے
حسرت نکل گئی مرا ارمان نکل گیا

جسکا تھا مے کشی کا لڑکپن سے شیخ کو،
جب میکدے کے سامنے آیا مچل گیا

دل بوند بھر لہو ہے مگر اُس میں آپ ہیں
اللہ رے ظرفِ قطرہ کہ دریا نگل گیا

محشر میں بھی وہ آئے اُسی آن بان سے
گیسو کا خم گیا نہ وہ ابرو کا بل گیا

پاسِ ادب ضرور رہے منصور ہوش کر
یہ بیخودی میں منہ سے ترے کیا نکل گیا

اپنی خبر نہیں ہے نہ ہو یہ تو ہوش ہے — ساقی نے جب کہا کہ سنبھل میں سنبھل گیا

للہ کل بھی حضرت بیدمؔ پھر آیئے — آپ آگئے تو آج مرا جی بہل گیا

اُٹھے اُس رُخ سے برقعہ سیکڑوں کی جان کام آئے — ہزاروں کٹ مریں گر تیغ ابرو بے نیام آئے

بجز جور و ستم کے تم کو کوئی کام آتا ہے — کسی ناکام کے بھی تم کبھی بھولے سے کام آئے

نہیں ممکن کہ تیرے ذکر پر آنسو نہ بھر آئیں — نہیں ممکن کہ دل قابو میں ہو جب تیرا نام آئے

دوبارہ پھر یونہی بھولے سے ہم کو ساقیا دینا — ترے صدقے یونہی اک بار پھر گردش میں جام آئے

خبر ہے جھٹ پٹے میں کوئی نکلے گا ادھر ہو کر — کسی صورت سے یا رب دن گذر کر جلد شام آئے

وہیں میرے بھی مجرے لے صبا پہنچاوے جا کر — جہاں جبریلؑ لے کر عرش سے اکثر سلام آئے

مری قسمت نہ آنا تھی نہ آئی راہ پر بیدمؔ — اُدھر سے بھی گئے اور اُس طرف سے بھی پیام آئے

کوئی رو چکی بھی حد ہے دلِ بیقرار سو جا — ترے صدقے جاؤں سو جا میں ترے نثار سو جا

شب ہجر بخت خفتہ یہ کہاں کی نیند آئی — تجھے سونا ہے تو چل کر تہ تیغ یار سو جا

ترے طور کہہ رہے ہیں کہ کٹی ہے رات روتے — تری آنکھوں میں بھرا ہے ابھی تک خمار سو جا

شب ہجر نامرادی مجھے تھپکی دیکے بولی — کہ سحر اب ہونے آئی نہ کر انتظار سو جا

وہ جھپک گئے ستارے تو سحر ہوئی نمایاں — کٹی آنکھوں ہی میں بیدمؔ شب انتظار سو جا

اُٹھائے کون سوا تیرے اور ناز مرے — ہے کون میرا بجز تیرے بے نیاز مرے

پلادے خیر تری ساقیٔ حجاز مرے — سخی مرے مرے داتا گدا نواز مرے

الٰہی بارگہِ احمدیؐ میں شام و سحر — سلام ادب سے ہوں مجرے بصد نیاز مرے

وہ آگئے جنھیں اک کھیل ہے جلا دینا — جب اُٹھ گئے مری بالیں سے چارہ ساز مرے

کبھی نہ صحت درماں سے تر کیا دامن — صد آفریں تجھے اے دردِ پاکباز مرے

خدا رکھے تجھے اے دل کہ تو غنیمت ہے
تیرے ہی دم سے ہیں یہ سارے سوز و ساز مرے
نبیؐ اور آلِ نبیؐ کا ہوں مدح خواں بیدمؔ
سفینے جاتے ہیں سب جانب حجاز مرے

شوق نظارہ میں اب جی پہ مرے آن بنی۔ اے نگار مدنی
کبتک آخر رہوں میں تختۂ مشق ارنی۔ تا بکے نعرہ زنی
شب تیرہ ترے گیسو کے مقابل گر آئے۔ ابھی منھ فق ہو جائے
لب لعلین سے خجل ہو کے عقیق یمنی۔ چاٹے ہیرے کی کنی،
قدِ بے سایہ سے اٹھتی نہیں پھولوں کی قبا۔ نور ہی کی ہو ہوا
بار خاطر تنِ نازک پہ ہے گل پیرہنی۔ بلبے نازک بدنی
دست نقاش ازل نے جو سراپا کھینچا۔ اور بنایا خاکا
بول اٹھا پیکرِ بے روح کہ اللہ غنی خوب تصویر بنی
دولتِ دید سے دوری میں بھی محروم نہیں۔ دونوں مغموم نہیں
بیدمؔ وارثیؒ ہو کہ اویسؓ قرنی۔ ہیں مقدر کے دھنی

دم کوئی گر صورتِ نقش بر آب آیا تو کیا
بحرِ ہستی میں بشر مثلِ حباب آیا تو کیا
میری میت پہ گر کوئی گر بے نقاب آیا تو کیا
شام ہونے پر لبِ بام آفتاب آیا تو کیا
پھر وہی اندھیاری راتیں ہیں وہی تاریکیاں
چار دن کی چاندنی بنکر شباب آیا تو کیا
جیتے جی میں ہو تو آیا کوچۂ محبوب میں
کامیاب آیا تو کیا ناکامیاب آیا تو کیا
ہوش آجاتا اگر دامن ہلا دیتا کوئی
چھینٹے دینے کیلئے لیکر گلاب آیا تو کیا
ہو نہیں سکتا الم سے باکمالوں کو زوال
لاکھ بار اندر گہن کے آفتاب آیا تو کیا
توڑ کر سینہ نکل جاتا تو ہم بھی جانتے
ہو کے خون منھ تک دلِ پر اضطراب آیا تو کیا

اُن کو لکھنا تھا تو خود لکھتے وہ اے پیغامبر
کہنے سننے سے اگر خط کا جواب آیا تو کیا

کل نہ آیا کوئی بیدم کی عیادت کیلئے
آج پھولوں میں اگر بھر تو اب آیا تو کیا

ظالم کہاں تک آخر یہ ظلم کم نہ ہوگا
پھر کس سے چھیڑ ہوگی جب میرا دم نہ ہوگا

ضد ہی مجھی سے اُنکو میری ہی جان لیں گے
دشمن پہ مہرباں ہیں اُس پر ستم نہ ہوگا

چھریوں کے ساتھ تیغ ابرو کا وار بھی ہو
میں سخت جان ہوں قاتل یوں سر قلم نہ ہوگا

کیونکر کہوں میں اُنکو خوفِ خدا نہیں ہے
کیسے کہوں کہ پاس قول و قسم نہ ہوگا

اِن جھڑکیوں سے دونی چاہت مری بڑھیگی
ان ترشیوں سے صاحب یہ نشہ کم نہ ہوگا

وہ گھر پہ بیٹھے بیٹھے نسخے ہزار لکھیں
تکلیف ہی بڑھیگی آزار کم نہ ہوگا

خوگر ہوئے ہیں غم کے غم کھاتے کھاتے آخر
ہم غم کا غم کریں گے جس روز غم نہ ہوگا

دیدار کی طلب میں جائیگی جان بیدم
مر جانے پر بھی شوق نظارہ کم نہ ہوگا

ہم کو تیری جستجو نے کھویا
یا حسرت و آرزو نے کھویا

رکھا نہ کہیں کا ہائے مجھکو
اے اُن کی تلاش تو نے کھویا

سُن لی ارنی پہ لن ترانی
موسیٰ تمھیں گفتگو نے کھویا

اے گوہر قلزم وفا دل
تجکو تری آبرو نے کھویا

بیدم رونے کی کوئی حد ہے
ہر وقت کی ہاؤ ہو نے کھویا

تم جان مصطفےٰ ہو بندہ نواز وارثؒ
جانانِ مرتضےٰ ہو بندہ نواز وارثؒ

بگڑی بنانے والے مردے جلانیوالے
میں کیا کہوں کہ کیا ہو بندہ نواز وارثؒ

اچھا ہوں یا برا ہوں جیسا ہوں آپکا ہوں
اب تو مجھے بنا ہو بندہ نواز وارثؒ

حسنینؓ کا تصدق خیر النسا کا صدقہ
اللّٰہ کچھ عطا ہو بندہ نواز وارثؒ

جاناں حبیب دیکھا وارث درد مندان
بیدم کا مدعا ہو بندہ نواز وارثؒ

چٹکی سے مسلنا تمھیں زیبا تو نہیں ہے
پتھر سا کسی کا دلِ شیدا تو نہیں ہے

یہ کون ہے جو پوچھ رہا ہے مری تربت
دیکھو تو کوئی میری تمنا تو نہیں ہے

اچھوں کو سبھی چاہتے ہیں حضرتِ ناصح
مرنا مرا اُس بت پہ انوکھا تو نہیں ہے

اے دوست کہوں کیسے میں یوسف کو ترا مثل
سنتا ہوں مگر آنکھوں سے دیکھا تو نہیں ہے

کرتا ہوں میں ہر لحظہ تصور میں اُنھیں پیار
اب اس میں رقیبوں کا اجارا تو نہیں ہے

جب کہتا ہوں آؤ میں ذرا چوم لوں گیسو
فرماتے ہیں چل دور ہو سودا تو نہیں ہے

یہ سچ ہے مرا چاہنا اک جرم ہے ظالم
لیکن مرا چاہا کبھی ہوتا تو نہیں ہے

اگر دلِ بیدمؔ کو جلا جاتی ہے ہر روز
اے دوست تری یاد مسیحا تو نہیں ہے

نگاہ پھیر لو قصہ تمام ہو جائے
کہاں کی تیغ یوں ہی قتلِ عام ہو جائے

کبھی جو بھولے ہوں مستی میں بھی تجھے ساقی
تو ہم کو بادہ پرستی حرام ہو جائے

سنا ہے مژدۂ آمد مگر کہیں یہ نہ ہو
نویدِ وصل قضا کا پیام ہو جائے

تڑپ رہا ہوں میں اک وار اور لے قاتل
کہ تیرا نام ہو اور میرا کام ہو جائے

ہماری کثرتِ گریہ کا پوچھنا کیا ہے
سحر سے رونے کو بیٹھیں تو شام ہو جائے

وہ کعبہ میں نہ سہی دیر میں کلیسا میں،
غرض یہ ہے کہیں اُن سے سلام ہو جائے

جو اُنکو دیکھ کے اے شیخ تو نہ سجدہ کرے
تو ساری عمر کو بیدمؔ غلام ہو جائے

کہا تھا تیغِ ادا بے نیام ہو جائے
نہ یہ کہا تھا کہ یوں قتلِ عام ہو جائے

جو اُن کو آنے سے نفرت ہے مجھ غریب کے پاس
تو دور ہی سے کسی دن سلام ہو جائے

اُگا ہے سبزہ اسی آرزو میں تربت پر،
کہ اس طرف سے کوئی خوشخرام ہو جائے

سحر ہو شب سے مگر یادِ روئے جاناں میں
خیالِ گیسوئے شب گوں میں شام ہو جائے

اُمیدِ وصل پہ ہم نے تو دل لگایا تھا
نہ یہ غرض تھی کہ جینا حرام ہو جائے

زمانہ قبلہ و کعبہ کہے تجھے ساقی
یہ میکدہ ترا دارالسلام ہو جائے

میں اُن سے شکوہ کروں اور وہ مجکو جھٹلائیں
اسی میں روزِ قیامت تمام ہو جائے

نہ میکدے میں ہو مٹی خراب مستوں کی
جو شیشہ بن کے بھی ٹوٹے تو جام ہو جائے

وہ آئیں آئیں نہ آئیں تو جان دوں بیدم
یہ روز روز کا قصہ تمام ہو جائے

فروغِ حسنِ رخِ بو تراب کیا کہنا
حضور وارثِ عالی جناب کیا کہنا

تجھ ایک چاند نے لاکھوں کے گھر کیے روشن
میں صدقے جاؤں مرے ماہتاب کیا کہنا

اِدھر نقاب اُٹھی اور اُدھر نثار ہوا
صد آفریں دلِ خانہ خراب کیا کہنا

جنابِ عشق کی تعلیم ہی نرالی ہے
سبق انوکھا انوکھی کتاب کیا کہنا

نہ اُنکے دامنِ زیں سے جدا ہوا بیدم
غبار بن کے رہا ہمرکاب کیا کہنا

کیا بتاؤں کیا ہوا اندازِ قیامت دیکھکر
آ رہا ہوں اُنکے کوچے سے قیامت دیکھکر

کانپ اُٹھا میں حضرتِ موسیٰ کی حالت دیکھکر
کہیے کوئی کیا کرے اب اُنکی صورت دیکھکر

دل دیا ہے مینے کیا صرف اُنکی صورت دیکھکر
بلکہ چتون بانکپن شوخی شرارت دیکھکر

آئے تھے دشتِ جنوں تک مجکو سمجھانے مگر
پھر گئے احباب اندازِ طبیعت دیکھکر

کیا نفاست ہی ہماری یاد میں بھی مرحبا
تیرے دل سے دور رہتی ہی کدورت دیکھکر

صدمہ ہائے ہجر سے بے موت چھٹکارا نہ تھا
خودکشی بھی کی تو کی میں نے ضرورت دیکھکر

ناز انداز اُنکے لاکھوں ایک دل کس کس کو دوں
شرم آتی ہے مجھے اپنی بضاعت دیکھکر

یہ نہ پوچھو کون ہو تم ہوں وہی حرماں نصیب
رو دیا کرتے ہیں دشمن جسکی حالت دیکھکر

کوئے لیلیٰ چھوڑ کر صحرا نوردی واہ واہ
اب ہنسوں یا روؤں مجنوں کی حماقت دیکھکر

آرزوئے دل کا آئینہ نگاہ شوق ہے
خوبرو مجھسے کھٹک جاتے ہیں صورت دیکھکر

کوئی چرخ پیر سے پوچھے کہ ہی کیسا مزاج
میری اُنکی اک ذرا صاحب سلامت دیکھکر

دل دیا اور دین و ایمان دیکے اُنکو جاندی
اک جہاں حیرت میں ہی میری سخاوت دیکھکر

کیا کہوں صبح شب وصل آپکے جانے کے بعد
سارے دن روتا رہا میں گھر کی وحشت دیکھکر

حشر میں جو پوچھنا ہو پردے ہی سے پوچھنا
بات کب نکلے گی میرے منہ سے صورت دیکھکر

دل ہی دل میں چٹکیاں لیتے ہیں ارمان وصال
مضطرب ہیں تم کو محو استراحت دیکھکر

ذرہ ذرہ میں ہی لیکن ہے وہی ہر ایک میں
کیوں نہ حیرت ہو مجھے کثرت میں وحدت دیکھکر

غیر کو بھی دینے والے تھے وہ بیدم جام مے
اُڈھ گیا پہلے ہی سے میں رنگ صحبت دیکھکر

بلبلا جوش تلاطم میں مٹا جاتا ہے
خوب مٹنا ہے کہ دریا سے ملا جاتا ہے

جا چکے صبر و سکوں دل سے تو اے شوق وصال
تو ہی کیوں خانۂ ویراں میں رہا جاتا ہے

ہجر میں ہی کشش دل کی بھی الٹی تاثیر
کھینچتا اُن کو ہے اور آپ کھچا جاتا ہے

دل ہی مسرور کہ دل سے ترے پیکاں نکلے
مجکو غم ہے کہ تڑپنے کا مزا جاتا ہے

یوں تو بیدم کو افاقہ نہیں ہوتا غش سے
آپ آتے ہیں تو کچھ ہوش میں آ جاتا ہے

چھوڑا بتوں کو اب ہی تعلق خدا کے ساتھ
جب ابتدا کے ساتھ تھا اب انتہا کے ساتھ

پیش آئیں وہ جفاؤں سے اور ہم وفا کے ساتھ
وہ بددعا سے یاد کریں ہم دعا کے ساتھ

میخانۂ ازل میں ہمیں تھے وہ ساقیا
تائید کی الست کی قالو بلیٰ کے ساتھ

تھی پاک لوث غیر سے معراج احمدی
جبرئیلؑ بھی تو جا نہ سکے مصطفیٰؐ کے ساتھ

وعدے کی شب وہ اُنسے مری ہاتھا پائیاں
اور اُن کا بار بار جھجکنا ادا کے ساتھ

لیجئے وہ آرہا ہے رسائی نہیں ہوئی
قاصد کو جس نے بھیجا تھا کس التجا کے ساتھ

ہم اور بزم غیر کی شرکت اور اسطرح
تم نے ہمیں ذلیل کیا آج لا کے ساتھ

اچھا صبا نے چھو لیا دامن کو کیا ہوا
کچھ خیر تو ہے لڑتے ہو تم تو ہوا کے ساتھ

بھر پایا دل لگا کے حسینانِ دہر سے
اب لو لگا کے بیٹھے ہیں اپنے خدا کے ساتھ

یہ بدگمانیاں کہ نگہبان ساتھ ہیں
آئے ہو میرے گھر بھی تو شرم و حیا کے ساتھ

جائے گا جان لے کے مری دردِ ہجر یار
تھوڑا سا کوئی زہر بھی دیدے دوا کے ساتھ

دنیا نے کیا سلوک کیا جانتا نہیں
ابنِ علیؑ کے ساتھ شہِ کربلا کے ساتھ

چتون میں اُن کی رنگ ہے شوخی ہر رنگ میں
ہے نازکی میں ناز ادا ہے ادا کے ساتھ

میرے لئے بلا ہے قیامت ہے قہر ہے
پھر پھر کے اُن کا دیکھتے جانا ادا کے ساتھ

یہ کیا خبر تھی آہوں سے نفرت ہے آپ کو
یہ کیا خبر تھی آپ لڑینگے ہوا کے ساتھ

واللہ میرے واسطے خنجر سے کم نہیں،
چلنا وہ تیرا ناز سے کھچنا ادا کے ساتھ

صبر و قرار چھوڑ گئے مدتیں ہوئیں،
ہاں ایک بیکسی ہے دلِ مبتلا کے ساتھ

بیدم یہی ہے حشر میں صورت نجات کی
جائیں خدا کے سامنے ہم مصطفیٰ کے ساتھ

مدعی بنا ہے دوست دل کا مدعا ہو کر
درد کیوں بنا ظالم درد کی دوا ہو کر

قطرہ یوں تو قطرہ تھا جو بحر تک پہونچا،
ہو گیا خدا جانے پھر تو کیا سے کیا ہو کر

یہ تو خوب جانا ہے گویا مار جانا ہے
جاؤ اور یوں جاؤ روٹھکر خفا ہو کر

کیوں سُرور بن بن کر بھر رہے ہو سینے میں
آبسو مرے دلمیں دردِ لا دوا ہو کر

انقلاب حالت ہے کیوں نہ مجھکو حیرت ہو
وہ کرے وفا بیدم بانیٔ جفا ہو کر

تم چلا دیکھو کسی دن خنجرِ بیداد بھی،
لوٹ ہی جاؤ وہ چٹکی لیں لبِ فریاد بھی

کھل کے اب جوہر دکھائے خنجر بیداد بھی
داد دینے پر ہیں آمادہ لب فریاد بھی

آپکے جاتے ہی یہ بیچین کردیگا مجھے
ساتھ لیتے جایئے میرا دلِ ناشاد بھی،

تجکو چاہا ہے تو تیری ہر ادا محبوب ہے
تو سر آنکھوں پر تیری بیداد بھی

ہجر میں رہ رہ کے نشتر سے چبھوتا ہے خیال
چٹکیاں سی دل میں لیتی ہے تمہاری یاد بھی

میرے عذر ناتوانی پر وہ کب آتے تھے باز
کچھ پتے کی کہہ گئے اُن سے لب فریاد بھی

کہتا ہے ہر وار ہاں میری طرف کو دیکھنا
اپنی ہر بیداد کی وہ چاہتے ہیں داد بھی

چرخ تجھ سے سیکھ لے بربادیٔ عاشق کے ڈہنگ
تو ستم ایجاد بھی ہے بانیٔ بیداد بھی

تو ہی اک بیدم نہیں بدنام اُنکے عشق میں
ایسے ہی رسوا ہوئے تھے قیس اور فرہاد بھی

مستزاد

آنکھ اُس عارضِ پُرنور پہ ڈالی نہ گئی
ہوش مطلق نہ رہا

حالت اپنی دم نظارہ سنبھالی نہ گئی،
دل پہ قابو نہ ہوا

ساقیا سب سے مری بادہ پرستی بھی جدا
کیف و مستی بھی جدا

ہوش جاتے رہے ہاتھوں سے پیالی نہ گئی
اب بھی رٹ ہے کہ پلا

خنجر ناز سے دل میرا مقابل ہی رہا
جان پر کھیل گیا

سر کٹا خون بہا ہاتھ سے پیالی نہ گئی،
سرخرو میں ہی رہا

روز محفل سے نکلوانے کو تیار رہے
ایسے بیزار رہے

آرزوئے دلِ مشتاق نکالی نہ گئی،
تم سے اتنا نہ ہوا

تم تو دل دیتے ہی ایسے گئے گذرے بیدم
بگڑی تقدیر تو حالت بھی سنبھالی نہ گئی
جو نہ کرنا تھا کیا

سنتے ہیں کہ محشر میں پھر جلوہ گری ہوگی، — کیا شاخ تمنا پھر اک بار ہری ہوگی،
اقسام شرابوں کے مت پوچھ پلائے جا — میخانے میں تیرے تو جو ہوگی کھری ہوگی،
اک جام کے پیتے ہی ہوش اُڑنے لگے میرے — یہ مے تو نہ تھی ساقی شیشے میں پری ہوگی،
پی لی ہے بہانیکو کچھ میرے ستانے کو — منہ سے وہی نکلے گی جو دل میں بھری ہوگی
اِک جامۂ ہستی کے سو تار ہوئے بیدم — کیا اسکو سیئے اِسکو کیا بخیہ گری ہوگی

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اٹھادے معراج والے

نرگس کو تیری ہے انتظاری — لالے کے دل پر ہے داغ کاری
محمل میں آجا محبوب باری — مغرب سے اُٹھے گرد سواری

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھادے معراج والے

اے جانِ مکہ جانانِ طیبہ — سرو روان بستان طیبہ،
سردار مکہ خاقان طیبہ — یعنی محمدؐ سلطان طیبہ

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھادے معراج والے

مہرِ منور ماہ درخشاں — شاہ حسینان سلطان خوباں
اے رشک یوسف محبوب سبحاں — سونا ہے تجھ بن بازار کنعاں

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھادے معراج والے

اے رشکِ عیسیٰ مُردے جلا جا | بگڑے ہوؤں کی بگڑی بنا جا
اے کملی والے جلوہ دکھا جا | آنکھوں میں ہو کر دل میں سما جا

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

اے بندہ پرور مسکین نواز | شہرہ ہے تیرے جود و عطا کا
بیدمؔ ہی کیا ایک عالم کا شاہا | تکیہ ہے تجھ پر تیرا بھروسا

سب منتظر ہیں او تاج والے
برقع اُٹھا دے معراج والے

کچھ لگی دل کی بجھا لوں تو چلے جائیے گا | خیر سینے سے لگا لوں تو چلے جائیے گا
میں ز خود رفتہ ہوا سنتے ہی جانے کی خبر | پہلے میں آپ میں آلوں تو چلے جائیے گا
راستہ گھیرے ہیں ارمان و قلق حسرت و یاس | میں ذرا بھیڑ ہٹا لوں تو چلے جائیے گا
پیار کر لوں رُخ روشن کی بلائیں لیلوں | قدم آنکھوں سے لگا لوں تو چلے جائیے گا
میرے ہونے ہی نے یہ روز سیہ دکھلایا | اپنی ہستی کو مٹا لوں تو چلے جائیے گا
چھوڑ کر زندہ مجھے آپ کہاں جائیں گے | گرہ | پہلے میں جان سے جا لوں تو چلے جائیے گا
آپ کے جاتے ہی بیدمؔ کی سُنے گا پھر کون | اپنی بیتی میں سنا لوں تو چلے جائیے گا

دل آیا بن گئی جانِ حزیں پر | چھبی برچھی کہیں نکلی کہیں پر
اُنھیں دل دیدیا بے آزمائے | خدا کی مار ہو میرے یقیں پر
نہ چھوٹے جیتے جی کوچہ کسی کا | مروں بھی تو وہیں کی سرزمیں پر
عدو کے ذکر پر شرما گیا کون | پسینہ آگیا جس کی جبیں پر

ملے دل دیکے جن کو خاک میں ہم،	ستم ہے دم نکلتا ہے انھیں پر
جو کرتے ہیں ستم وہ تازہ ایجاد	تو پہلے آزماتے ہیں ہمیں پر
تمھاری خامشی کی حد بھی آخر	یہ غصہ ختم بھی ہوگا کہیں پر
دلِ ناداں کی اب آنکھیں کھلی ہیں	کہ آیا بھی تو کس پردہ نشیں پر
نہ تڑپا بیدم اس ڈر سے دمِ قتل	پڑیں چھینٹیں نہ اُن کی آستیں پر
اُن آنکھوں پر حیا قربان بیدم	نزاکت صدقے دستِ نازنیں پر

سحر سے آج ہے روپوش آفتاب کہیں	ضرور دیکھ لیا اُن کو بے نقاب کہیں
سر اس طرح بھی اُٹھاتے ہیں اے حباب کہیں	مٹا نہ دے تجھے جھنجلا کے موجِ آب کہیں
اُلٹ نہ دے رخِ روشن سے وہ نقاب کہیں	پلٹ نہ آئے سرِ شام آفتاب کہیں
ہٹا بھی دو رخِ پر نور سے نقاب کہیں	چھپائی جاتی ہے اللہ کی کتاب کہیں
نکالے چرخ نے گردش کے سیکڑوں مضمون	مگر ملا میری تقدیر کا جواب کہیں
عدو کی بزم میں دامن نہ جھاڑ اے ظالم	مرے غبار کی مٹی نہ ہو خراب کہیں،
ابھار سینۂ تصویر پہ نہیں ممکن،	سراب میں بھی نظر آتے ہیں حباب کہیں،
جھڑی جو دیکھی ہو ساون کی ہنس کے کہتے ہیں	کہ رو رہا ہے وہی خانماں خراب کہیں،
کہاں ہے بادہ پرستوں میں نام زاہد کا،	ملی نہ ہو اُنھیں فردوس میں شراب کہیں،
یہ کیا کہا کہ جو منصور نے کہا حق تھا،	سمجھ لو ذرہ بھی ہوتا ہے آفتاب کہیں
ہماری شکل جو دیکھی تو ہنس گیا ساقی	شراب اُٹھا کے کہیں پھینک دی کباب کہیں
سوالِ دید ہمیں بھی کلیم آتا ہے،	مگر فضول کہ ملتا بھی ہو جواب کہیں،
خدا رکھے بتِ شیریں دہن سے سحر بیاں،	کہانیاں شبِ وصل اُن سے لاجواب کہیں،

دل اور طور یہ دونوں ہیں ایک فرق یہ ہے
کہیں وہ پردہ نشیں ہے نہ نقاب کہیں

نہ لوٹ سامنے سیماب کے تو اے دلِ زار
اُڑا نہ لے تیرا یہ رنگ اضطراب کہیں

عدو تو زینتِ پہلو ہیں میں ہوں خاک نشیں
ہوا ہے خلق میں ایسا بھی انقلاب کہیں

گذشتہ صحبتیں جب اُن کو یاد دلوائیں
تو ہنس کے بولے کہ دیکھا نہ ہو یہ خواب کہیں

وہ تیرگی ہے مرے گھر کی ٹھوکریں کھائے
جو دوپہر کو بھی آجائے آفتاب کہیں

تمھاری زلف سے ماریہ کو کیا نسبت
بھلا نصیب ہے اُس کو یہ پیچ و تاب کہیں

عدو کے سامنے اُن سے لگا ڈیں یا دل
ہوئے ہیں ایسے بھی نافہم کامیاب کہیں

رہی یہ مکتبِ لیلیٰ میں قیس کی حالت
کہ خود کہیں نظر اُس کی کہیں کتاب کہیں

کسی سے کرتا ہے گستاخیاں تصور میں،
مرا خیال نہ ہو موردِ عتاب کہیں

کمال طعنۂ بدگو سے کیوں چھپے بیدم
زمیں کی گرد سے چھپتا ہے آفتاب کہیں

ساقی گھٹائیں آئیں دن آئے بہار کے
لا طاق سے شراب کا شیشہ اتار کے

لیتا ہی بوسے اُٹھ کے کفِ پائے یار کے
اللہ رے حوصلے مرے مشتِ غبار کے

پھر فرشِ راہ آنکھیں ہیں نرگس کی باغ میں،
مدت کے بعد پھر قدم آئے بہار کے

چونکے کسی طرح نہ ترے کشتۂ فراق
تھک تھک گیا ہے شورِ قیامت پکار کے

لیجائے کوئی چادرِ گل قبرِ غیر پر،
کافی ہیں ہم کو پھول چراغِ مزار کے

تم اپنی شوخ آنکھوں کی تعریف کرتے ہو
اور پھر مقابلے میں دلِ بیقرار کے

صیاد نے قفس میں خبر تک نہ کی ہمیں،
آئے بھی اور گذر بھی گئے دن بہار کے

گل کر سکے نہ میری شبِ ہجر کا چراغ
جھونکے بہت سے آئے نسیمِ بہار کے

دشمن کو سر چڑھا کے فلک پر بٹھا دیا
لیکن مٹا دیا مجھے دل سے اُتار کے

وہ بجلی کی چمک وہ گھٹاؤں کے اژدہام — آنکھوں میں پھر رہے ہیں وہ جلوے بہار کے
ساری زمین پہ جبکہ ہے فصلِ خزاں کا دور — کیا آسماں سے آئیں گے مضمون بہار کے
اچھے نہیں ہیں جوششِ وحشت کے رنگ ڈھنگ — تیور کچھ اب کے سال بُرے ہیں بہار کے
بیدمؔ سے روز جھوٹے ہی وعدے کیا کرو — ہاں ہاں یہی طریق تو ہیں اعتبار کے

نہ پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں — تمہیں کو حبیبِ خدا چاہتا ہوں
نہ خواہش ارم کی نہ پروائے جنت — تمہاری گلی میں رہا چاہتا ہوں
ہوس کیمیا کی نہ اکسیر چاہوں — غبارِ درِ مصطفیٰ چاہتا ہوں
نہ دنیا نہ اسبابِ دنیا کو چاہوں — الٰہی تیرا آسرا چاہتا ہوں
حبیبِ خدا تم کہو اُن کو بیدمؔ — خدا جانے میں کیا کہا چاہتا ہوں

نہ بھرا تو نے تو ساقی کبھی پیمانے کو — ہاں دعا دیکے چلے ہم ترے میخانے کو
جب سمجھ ہی نہیں سمجھائیں گے ناصح کیا خاک — خود سمجھ لیں جو مجھے آتے ہیں سمجھانے کو
توبہ زاہد مرا دل اور بتوں کا مسکن — کیوں صنم خانہ بتاتا ہے خدا خانے کو
یاد کرنے کا یہاں نام فراموشی ہے — اُن کو پانا بھی یہیں کہتے ہیں کھو جانے کو
مٹنے دو تفرقہ جم جانے دو رنگِ وحدت — شمع کے ساتھ ہی جل بجھنے دو پروانے کو
بیخودی نے اُسے دامن میں چھپا رکھا ہے — ہوش اب پا نہیں سکتے ترے دیوانے کو
سجدے جو کھٹ پہ کریں خاک کو آنکھوں سے ملیں — دیکھ لیں تجھکو تو کعبہ کہیں بت خانے کو
اُن کے گیسو نے یہ اعجاز دکھایا بیدمؔ — سونگھتے سونگھتے ہوش آ گیا دیوانے کو
آپ ہی کے تو یہ کرتوت ہیں سارے بیدمؔ — خیر سے آپ بھی اب آئے ہیں سمجھانے کو

نہ رُلا دورِ خزاں صورتِ شبنم مجھکو — صحنِ گلشن نہ کہے شرفِ ماتم تجھکو

خسروِ ملک سلیماں ہے گدائے درِ دوست
ذرّہ اُس کوچے کا ہے نیّرِ اعظم مجھکو

مارے لیتے ہیں پریشان کئے دیتے ہیں
یاد آ آکے ترے گیسوئے پُرخم مجھکو

مے کدہ کعبۂ درِ مے کدہ بابِ اکرام
ساقیا جرعۂ ساغر زمزم مجھکو

مدتوں دل میں رکھا رازِ محبت پنہاں
تم نے رسوا کیا اے دیدۂ پرنم مجھکو

ٹھیر لوں یار کے کوچہ میں ذرا دم لے لوں
چین دے گردشِ ایّام کوئی دم مجھکو

بلبلِ زار کو بے گل کے قفس ہے گلزار
تو نہ ہو جس میں وہ جنّت ہے جہنم مجھکو

خوب رویا ہوں شبِ ہجر گلے مل مل کر
میں ترے غم کے لئے اور ترا غم مجھکو

زخمِ دل کے لئے کافی ہیں سنان و نشتر
اُن کے ہوتے ہوئے کیا حاجتِ مرہم مجھکو

گردشِ چرخ لئے جاتی ہے طیبہ سے مجھے
اب بچا لیجئے یا سیّدِ عالم مجھکو

بیٹھے بٹھلائے رولا دینے سے حاصل کیا ہے
کیوں سنا دیتے ہو افسانۂ بیدمؔ مجھکو

آیا ذرّوں میں نظر نیّرِ اعظم مجھکو
کاسۂ دل میں ہوئی سیرِ دو عالم مجھکو

جو خوشی حد سے بڑھی بنکے ملی غم مجھکو
بن گیا خندۂ گل نالۂ ماتم مجھکو

شکوۂ چرخ کیا غم جو دیا کم مجھکو
میں وہ غم دوست ہوں غم کا بھی ہو غم مجھکو

مرتبہ عشق نے بخشا ہے وہ بیدمؔ مجھکو
قیس و فرہاد بھی لکھتے ہیں مکرم مجھکو

میں وہ بلبل ہوں کہ مرجانے پہ میری صیّاد
تھام کر دامنِ گل روئے گی شبنم مجھکو

تم ہو ہمدرد تو سو بار مجھے دردِ قبول
تم ہو غمخوار تو پھر غم کا نہیں غم مجھکو

مجھ سے غم دوست زمانہ میں کہاں پیدا ہیں
برسوں روئے گا مرے بعد ترا غم مجھکو

نامہ بر جا تجھے اللہ سلامت لائے
خوف رہتا ہے تیری جان کا ہردم مجھکو

ہو نہ ہو آج کوئی تازہ بلا آئے گی
رخ پہ وہ زلف نظر آتی ہے برہم مجھکو

یاد ہے برہمیٔ صحبت احباب مجھے
یاد ہے یاد ہے وہ حشر کا عالم مجھکو

جب سے دیکھا ہے پسینہ ترے رخساروں پر
چشمۂ مہر ہے اِک قطرۂ شبنم مجھکو

کلفت ہجر ہی آخر بنی تدبیر وصال
زخم ہی بڑھکے ہوا زخم کا مرہم مجھکو

مانگ بیٹھا ہوں جو تنگ آکے میں مرنیکی دعا
سارے ارمان نظر آتے ہیں برہم مجھکو

جب سے وہ مہر جہاں تاب تہ ابر چھپا
اِک سیہ خانہ نظر آتا ہے عالم مجھکو

سب سے آزردگیوں نے مری آزاد کیا
اب مُسرت ہی مُسرت نہ یہ غم غم مجھکو

سخت جانی مری بے وجہ نہیں تھی قاتل
دیکھنا تھا تری تلوار کا دم خم مجھکو

چاک پیراہنی گل پہ ہے موقوف بہار
آخر اک روز ہنسائے گا یہی غم مجھکو

منحصر ہے تری مرضی پہ مری موت وحیات
سب پہ ہے یار خوشی تیری مقدم مجھکو

سوگ میں دیکھکے اُن کو، میں خوشی بھول گیا
مرگ دشمن کا بھی واللہ ہوا غم مجھکو

ہمنشیں گردشِ تقدیر کا ممنون ہوں میں،
ڈھونڈھکر دیتی ہے ہر روز نیا غم مجھکو

ناتوانوں سے ترے بارِ مسرت نہ اٹھا
غش پہ غش آیا کئے وصل میں پیہم مجھکو

آج لائی ہے نہ کل لائیگی بوئے گیسو
روز بیدم یونہی دیتی ہے صبا دم مجھکو

یاد آکر مجھے اے گیسوئے جانان تم نے
کردیا اور پریشان کو پریشان تم نے

چھیڑ دی خلد کی کیا حضرتِ رضواں تم نے
کبھی دیکھا ہے مدینے کا بیابان تم نے

کس نے دیوانہ کیا مجکو، مریجاں تم نے
تم نے محبوب خدا اے شہِ خوباں تم نے

تیر کو دل سے نکالا تو وہ ہنس کر بولے
کیوں جی دو روز بھی رکھا نہ یہ مہماں تم نے

فتنے رفتار کی لینے کو بلائیں اُٹھے
وہ چلی چال مرے سروِ خراماں تم نے

نہ فلک سے مجھے شکوہ نہ رقیبوں سے گلا
کھو دیا مجکو مرے حسرت و ارماں تم نے

جاتے ہیں مرے ارمان اُنھیں لانے کیلئے
ایسے دیکھے ہیں کہیں اے سرو ساں تم نے

صبر و مظلومی و سکینی و جانبازی کا
خاتمہ کر دیا اے شاہِ شہیداں تم نے

وہ چلے آتے ہیں ممنون تمنا بیدم
دیکھو دیکھے نہ ہوں گر بندۂ احساں تم نے

اتنا ہمیں بتلا دو پھر جور و جفا کرنا،
کیا کرتے ہو عاشق سے اور چاہیئے کیا کرنا

کہنا تو بُرا کہنا کرنا تو بُرا کرنا،
غیروں کی سنی کہنا غیروں کا کہا کرنا

تم دیکھو زمانے کو تم کو نہ کوئی دیکھے،
گھبراؤ اگر دل میں آنکھوں میں پھرا کرنا

یہ پردہ نرالا ہے اور شرم انوکھی ہے
بے پردگیاں دل سے آنکھوں سے حیا کرنا

باز آؤں محبت سے یہ ہو نہیں سکتا
تم لاکھ ستم کرنا تم لاکھ جفا کرنا

مجنوں ہی تک اے لیلیٰ موزوں تھا ترا پردہ
بیکار ہے پھر چھپنا بے سود حیا کرنا

جو بیٹھے ہوئے گھر میں سو فتنے اٹھاتے ہیں
اک کھیل سمجھتے ہیں وہ حشر بپا کرنا

اتنا نہ ہوا تم سے یہ دردِ جگر کھوتے
دعوائے مسیحائی اب سے نہ کیا کرنا

بیمارِ محبت کو جب جینے سے نفرت ہو
پھر کیسی دوا بیدم اور کس کی دعا کرنا

پینے سے کام، ملے پیرِ خرابات مجھے،
تیرے میخوار دل کا صدقہ تری خیرات مجھے

کام ہے اشک بہانے ہی سے دن رات مجھے
اب تو ہر فصل میں ہے موسمِ برسات مجھے

ہائے ناکامیٔ قسمت نے کہاں سے پھیرا
لے کے آیا تھا جہاں شوقِ ملاقات مجھے

صبح ہونے نہ دوں لاکھ قیامت ہو جائے
ہاتھ آجائے اگر وصل کی اک رات مجھے

دردِ دل، سوزِ جگر، حسرتِ حرماں، قلق،
حضرتِ عشق نے بھیجی ہے سوغات مجھے

جب نظر آئیں ترے عارض و گیسو وارثؔ
دن ہے عید اور شبِ قدر ہے وہ رات مجھے

آپ کی دید کا کس منہ سے میں ارماں کر لوں
یاد ہیں طور کے اندازِ ملاقات مجھے

کوچۂ یار میں جنت کی صلا دیں زاہد
نخشے بخشے رہے قبلۂ حاجات مجھے

میں وہ میکش ہوں کہ مل گئی پی لیتا ہوں
اسمیں آتی نہیں پابندی اوقات مجھے

قصۂ وامق و فرہاد میں بھولا بیدم
جب سے معلوم ہوئے ہیں ترے حالات مجھے

دل لیا جان لی نہیں جاتی
آپ کی دل لگی نہیں جاتی

سب نے غربت میں مجکو چھوڑ دیا
اک مری بیکسی نہیں جاتی

کیسے کہدوں کہ غیر سے ملئے
اَن کہی تو کہی نہیں جاتی

خود کہانی فراق کی چھیڑی
خود کہا بس سنی نہیں جاتی

خشک دکھلاتی ہے زبان تلوار
کیوں مرا خون پی نہیں جاتی

لاکھوں ارمان دینے والوں سے
ایک تسکین دی نہیں جاتی

جان جاتی ہے میری جانے دو
بات تو آپ کی نہیں جاتی

تم کہوگے جو روؤں فرقت میں
کہ مصیبت سہی نہیں جاتی

اسکے ہوتے خودی سے پاک ہوں میں
خوب ہے بیخودی نہیں جاتی

پی تھی بیدم ازل میں کیسی شراب
آجتک بیخودی نہیں جاتی

کثرت میں جو سمجھا ہے کہ وحدت ہی نہیں ہے
وہ واقفِ اسرارِ حقیقت ہی نہیں ہے

تم آئے تو وہ رنگِ طبیعت ہی نہیں ہے
بیمارِ محبت کی وہ حالت ہی نہیں ہے

اللہ کے ہوتے ہوئے بندوں کی پرستش
اے مردِ خدا کیا تجھے غیرت ہی نہیں ہے

میں ہوں مرے ارمان وہ ہیں اُنکی حیا ہے
خلوت میں بھی تقدیر سے خلوت ہی نہیں ہے

پڑ رہنے کو مل جائے جو وہ سایۂ دیوار
پھر خلد میں جانیکی ضرورت ہی نہیں ہے

سر رکھدیا خود بڑھکے تری تیغ ادا پر
کیا اب بھی تجھے شوق شہادت ہی نہیں ہے

مصروف جفا ہیں کبھی مصروف ستم ہیں ... جب جائیے سنیئے ہمیں فرصت ہی نہیں ہے

پورا جو ہو عاشق کا وہ ارمان ہی کیسا ... جو دل سے نکل جائے وہ حسرت ہی نہیں ہے

کس طرح نظر آئیں ترے حسن کے جلوے ... مجبور ہے زاہد کو بصیرت ہی نہیں ہے

غصے میں چلے آئے ہیں وہ قتل کو میرے ... اسوقت اُنھیں پاس نزاکت ہی نہیں ہے

طومار تھے شکوؤں کے ابھی حضرت بیدم ... وہ آئے تو کچھ حرف و حکایت ہی نہیں ہے

جو کل تھی وہ آج آپ کی صورت ہی نہیں ہی ... وہ پھول سے رخسار وہ نکی رنگت ہی نہیں ہی

تنہائی خیالاتِ پریشانِ الم و درد ... اک جان کی لیوا شبِ فرقت ہی نہیں ہی

جب آتے ہو کر جاتے ہو تم حشر کا وعدہ ... یہ کیا ہے جو ہر روز قیامت ہی نہیں ہی

انداز و ادا ناز و کرشمہ بھی بلا ہے ... کچھ موہنی ظالم تیری صورت ہی نہیں ہی

جو اشک ان آنکھوں سے گرا ہجر زدہ غم میں ... اُس گوہرِ نایاب کی قیمت ہی نہیں ہی

کیونکر میں نہیں کو تری جانب سے سمجھ لوں ... انکار کریموں کی تو عادت ہی نہیں ہی

جب اُن سے بیاں کیجئے تکلیف جدائی ... کہہ دیتے ہیں یہ شرط محبت ہی نہیں ہی

رسوا نہ کھلے بند کرو حضرتِ واعظ ... کیا دخترِ رز صاحبِ عصمت ہی نہیں ہی

جز خاک درِ یار ہو اکسیر کا طالب ... واللہ وہ بیمار محبت ہی نہیں ہی

جب روز ازل ہی سے ہیں سرشار ہو بیدم ... پھر پینے کی تا حشر ضرورت ہی نہیں ہی

مستزاد

آفت میں پھنسا ہوں میں دل اُس بُت سے لگا کر ... ایمان گنوا کر

دشمن سے بھی کہتا ہوں مرے حق میں دعا کر ... جب یادِ خدا کر

لے حشر کا دن بھی ہے قیامت بھی بپا ہے ... اب دیکھتا کیا ہے

چلمن کو ہٹا وعدۂ دیدار وفا کر — دیدار دکھا کر
تو نے تو مجھے پھونک دیا سوز محبت — اے آتش فرقت
بڑھتی ہی گئی جتنا رکھا تجھ کو دبا کر — سینے میں چھپا کر
تقدیر تو دیکھو جنھیں محبوب بنایا — دل جن سے لگایا
وہ چلتے ہوئے جان کو اک روگ لگا کر، — آفت میں پھنسا کر
بیدم نے تیرا شکوہ کیا ہے نہ کریگا — خاموش رہے گا
تو شوق سے ہر روز جفاؤں پہ جفا کر — بیداد کیا کر

مجھی سے پوچھتے ہو میں ہی بتلادوں کہ تم کیا ہو — تجلی طور سینا کی مرے گھر کا اجالا ہو
مسلمان نامسلماں گبر ہو کافر ہو ترسا ہو — وہی اچھا ہے ایجاں جو تیری نظروں میں اچھا ہو
تمہارا تو ادا سے مارنا ہی زندہ کرنا ہے — کسی کا کوئی عیسیٰ ہو مرے تو تم مسیحا ہو
میں خوش ہوں ہجر کی ساری بلائیں تیرے سر جائیں — مگر اے گیسوئے جانان نہ تیرا بال بیکا ہو
ذرا کچھ اور بھی ہمت نکل جائے مری حسرت — وہ آتا ہے نظر باب اثر لے ناتواں آہو
کسی کی نیچی نظروں نے کیا کار مسیحائی، — انوکھی بات ہے بیمار سے بیمار اچھا ہو
یہ کس نے کہدیا تم بے نقاب آؤ قیامت میں — کسے منظور تھا اور حشر میں اک حشر برپا ہو
میں کہہ سکتا ہوں لیکن آپ میرا منہ نہ کھلوائیں — سمجھ لیں آنکھوں ہی آنکھوں میں جو میری تمنا ہو
وہ سنکر شکوۂ ظلم و ستم جھنجلا کے کہتے ہیں — کہ ہم نے کب کہا تھا ہم حسیں ہیں تم ہمیں چاہو
تمہاری جستجو جس جس جگہ لے جائے جائیں گے — ہمیں اس سے غرض کیا ہے وہ کعبہ ہو کلیسا ہو

وہ دلداری کا وعدہ کرتے ہیں بیدم قسم کھا کر — تصدق کردو تم بھی جان کو اب دیکھتے کیا ہو

نہ آسکے وہ شب وعدہ ملال ہو کہ نہ ہو — یہ چال ہے تو کوئی پائمال ہو کہ نہ ہو

مریض ہجر کو جینا محال ہو کہ نہ ہو
بنی ہے جان پہ اب جی نڈھال ہو کہ نہ ہو

کسی کے ہوں تو وہ میرے نہوں عدو کے سہی
کسی کا ہوا نھیں، میرا خیال ہو کہ نہ ہو

کہاں کی داد وفا مجمع قیامت میں،
وہ چپ کھڑے ہیں مجھے انفعال ہو کہ نہ ہو

میں سن چکا ہوں کہ ہوگا وصال بعد فنا
تو کہیے پھر مجھے جینا وبال ہو کہ نہ ہو

جہاں شراب ترے ہاتھ سے ملی پی لی،
ہمیں غرض نہیں اس سے حلال ہو کہ نہ ہو

ہم انکے مشق تصور کی بن گئے تصویر
انھیں بلا سے ہمارا خیال ہو کہ نہ ہو

میں تیرے رونے سے روتا ہوں مرگ دشمن پر
ترے ملال کا مجھکو ملال ہو کہ نہ ہو

غنی ہے دولت عرفاں سے آپ کا بیدم
ہمارے صاحب مال و منال ہو کہ نہ ہو

کسی کے کاکل و رخ پر نثار ہم بھی ہیں،
شکار گردش لیل و نہار ہم بھی ہیں

نسیم صبح لئے چل ہمیں بھی ساتھ اپنے
کہ تیری طرح غریب الدیار ہم بھی ہیں

یہ عین وصل میں مرغ سحر نے کیا کہدی
وہ آبدیدہ ہیں اور اشکبار ہم بھی ہیں

نگاہ گرم سے اے آفتاب حشر نہ دیکھ،
غلام وارث گردوں وقار ہم بھی ہیں

بھلوں کے بعد بروں پر بھی اک نگاہ کرم
کہ تیرے بندوں میں پروردگار ہم بھی ہیں

دراز دست کرم جب ہوا غریبوں پر
تو بول اٹھا دل امیدوار ہم بھی ہیں

شراب پیتے ہیں لیکن نہ اسطرح بیدم
کہ بہکیں اور کہیں بادہ خوار ہم بھی ہیں

ازل سے شیفتۂ روئے یار ہم بھی ہیں،
فروغ حسن کے آئینہ دار ہم بھی ہیں

سنگھا دے بوئے گل اکبار تو ادھر لا کر
اسی چمن میں نسیم بہار ہم بھی ہیں

ٹھہر ٹھہر دل بیتاب چل رہے ہیں وہیں
اکیلا تو ہی نہیں بیقرار ہم بھی ہیں

عبث ہے قیس کو ناز اپنے جوش وحشت پر
قدیم عشق کے خدمت گذار ہم بھی ہیں

ملے عروج نہ کیوں ہم کو خاکساری میں
کہ اے صبا کسی در کے غبار ہم بھی ہیں

ہمارے عفو گنہ پر پکار اُٹھے زاہد
کہ پُر گناہ تو اے کردگار ہم بھی ہیں

ہر ایک بات پر ہم سے بھی کیا قسم لوگے
عدو کی طرح سے بے اعتبار ہم بھی ہیں

ہمیں خدا کیلئے اے صبا خراب نہ کر
کسی گلی کے تو آخر غبار ہم بھی ہیں

ہزار بار اگر ہو چکی عدو پہ نظر
تو مستحقِ کرم ایک بار ہم بھی ہیں

ہمیں بھی چہچہے کرنے دے باغباں کچھ دن
کہ بلبلِ چمن روزگار ہم بھی ہیں

اگر وہ زینتِ پہلوئے غیر ہیں بیدمؔ
تو حسرتوں سے یہاں ہمکنار ہم بھی ہیں

نبیؐ پیش نظر ہیں قلب میں خالق کا جلوہ ہے
مری آنکھیں مدینہ اور میرا دل ہی کعبہ ہے

ارم کہتے ہیں جسکو وہ بیاباں ہے مدینے کا
یہ جنت جسکے چرچے ہیں ترے روضہ کا نقشہ ہے

تجلی میری آنکھوں کی ترے عارض کا پرتو ہے
یہ جلوہ گاہ تیری یہ جلوہ تیرا جلوہ ہے

کوئی پردہ نشیں ہے جلوہ فرما خانۂ دل میں
خیالِ وصل پھر آنا ابھی پردہ ہے پردہ ہے

یہ مانا زشتئ عصیاں سے خستہ حال ہے بیدمؔ
خدایا رحم کر آخر تو وہ تیرا ہی بندہ ہے

مرا دل اس پہ نازاں ہے کہ دل ہوں پر میں وہ دل ہوں
زمانہ جس کا مجنوں ہے میں اُس لیلیٰ کا محمل ہوں

تڑپنا بھی نہ آتا ہو جسے وہ مرغِ بسمل ہوں
جو اپنی ہی لگی میں جل بجھے وہ شمعِ محفل ہوں

صبا میرے تنِ کاہیدہ کو تو ہی اڑا لے چل
کہ دور افتادہ ہوں درماندہ ہوں گم کردہ منزل ہوں

مقرر ہے دل کہ وہ آئیں تو مجھ میں کیا کریں آکر
سراپا غم کدہ کی شکل ہوں اندوہ منزل ہوں

مرا خوں بھی وہ جادو ہے کہ سر پر چڑھ کے بولے گا
سرِ محشر پکار اُٹھو گے تم میں تیرا قاتل ہوں

لئے بیٹھا ہوں میں اپنا دل صد پارہ محفل میں
کوئی اک دل سے شامل ہو تو میں سو دل سے شامل ہوں

خدا رکھے مری مستی کا زاہد کیا ٹھکانہ ہے
یہاں تک بیخودی ہے اپنی ہستی سے بھی غافل ہوں

میں آوازِ جرس ہوں ہمنشیں یا نکہتِ گل ہوں
اگر سب سے دور بھی ہوں وہیں پھر سب میں شامل ہوں

نہیں معلوم کیا کہکر چھری پھیری تھی گردن پر
کہ شہ رگ سے صدا آتی ہے میں ممنونِ قاتل ہوں

ستم پر ناز ہے ان کو مجھے ضبط و تحمل پر
جفاؤں میں وہ یکتا ہیں وفاداری میں کامل ہوں

اُٹھیں محفل سے کیوں میرے نکلوانیکی کوشش ہے
نصیبِ دشمناں کیا غیر کی میں حسرتِ دل ہوں

وہ آساں ہوں کہ آسانی سے ہر مشکل میں پھنس جاؤں
نہ آسانی سے جو آسان ہو وہ دشوار مشکل ہوں

نہ دل اُس زلف میں پھنستا نہ یہ مجھ پر بلا آتی،
اسی کمبخت کے ہاتھوں میں پابندِ سلاسل ہوں

شکایت اُن سے جب کرتا ہوں اپنی بیقراری کی
تو کہتے ہیں کہ کیا میں باعثِ بیتابیٔ دل ہوں

گلستانِ جہاں میں نکہتِ گل کیطرح بیدمؔ
جدا بھی ہوں اُسی مجمع سے جس مجمع میں شامل ہوں

میرے سر پر ہے بیدمؔ سایۂ محبوبِ سبحانیؒ
غلامِ قادری ہوں میں مریدِ شیخِ کامل ہوں

وہی قصر وہی گلزار بھی ہے جو وہ یار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
گل و غنچہ ہے فصلِ بہار بھی ہے وہ نگار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہی دل وہی دیدۂ و عقل و خرد وہی حسرت و یاس و اُمید و قلق
وہی گردشِ لیل و نہار بھی ہے جو قرار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

کبھی سکتہ ہے اور کبھی آہ و فغاں کبھی دردِ جگر کبھی سوزِ نہاں
دلِ غمگیں ہے اور غمِ یار بھی ہے غمخوار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہی تخت تجملِ مسندِ جسم وہی ماہی مراتب جاہ و حشم
وہی قصر وہی دربار بھی ہے سرکار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہی بیدمؔ خستہ جگر بھی سہی، وہی مثلِ کلیمؑ نظر بھی سہی،
وہی طور وہی طومار بھی ہے دیدار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

جان پر بن گئی اب وقت مسیحائی ہے
تیرے در پر خلشِ دردِ جگر لائی ہے

ساقیا پھول کی چل جائے تو ہم بھی سمجھیں،
ایسے آنے کو تو ہر سال بہار آئی ہے

کوچۂ یار میں کس ٹھاٹھ سے جاتا ہوں میں
پیچھے میں ہوں مرے آگے مری رسوائی ہے

آئینہ خانہ بنی جلوہ گہ ناز تیری
تیرا حیرت زدہ آپ اپنا تماشائی ہے

کوئی کہکر انھیں سمجھائے تو کیونکر سمجھائے
قابلِ دید ہماری شبِ تنہائی ہے

پھول برسائے درِ پیرِ مغاں پر اگر
جب تو ہم جانیں کہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے

وحشتِ دل کا مرے شوق سے چرچا کیجئے
میں جو بدنام ہوا آپکی رسوائی ہے

سرِ شوریدہ کے سو ٹکڑے ہوئے در پہ ترے
لیکن ابتک بھی وہی شوقِ جبیں سائی ہے

اپنے بیمار کا بھی تم سے مداوا نہ ہوا
بس اسی برتے پہ دعوائے مسیحائی ہے

عشق میں دل نے یہ کہہ کہکے بڑھائی ہمت
دو قدم اور چلو کوچۂ رسوائی ہے

اسپہ مسرور ہے دل آیا ہے پیغام وصال
یہ خبر ہی نہیں کمبخت کی موت آئی ہے

جب کھلی چشم حقیقت تو یہ دیکھا بیدم
کہ تماشا بھی وہی ہے جو تماشائی ہے

بسمل کیا نہ تیر نہ شمشیر دیکھئے
جادو بھری نگاہوں کی تاثیر دیکھئے

چہرہ ہے شرح سورۂ والشمس تو یہ زلف
واللیل اذا سجیٰ کی ہے تفسیر دیکھئے

میں آپ ہی کے نام کو رٹتا رہا ہوں رات
شاہد ہیں اس کے نالۂ شبگیر دیکھئے

آئینہ خانے میں متحیر ہے چشم شوق،
تصویر دیکھئے کہ یہ تنویر دیکھئے

آوارگانِ عشق کا کیا پوچھتے ہو گھر،
یہ طوق ہے یہ حلقۂ زنجیر دیکھئے

ہنسنے کو لاکھ ہنسئے مگر دل میں فرق ہے
بل کھا رہی ہے زلف گرہ گیر دیکھئے

بیدم غبار بن کے رہا کوئے یار میں
مٹی میں مل کے پائی ہے جاگیر دیکھئے

اُٹھو کہ وقت مناجات ہے سلمانو
یہ رات قاضیٔ حاجات ہے سلمانو

اُٹھو اُٹھو کہ فرشتے جگا کے کہتے ہیں
یہ وقت لطف عنایات ہے سلمانو

اُٹھو کہ ماہِ عرب کی ہے چاندنی پھیلی
اُٹھو کہ نور بھری رات ہے سلمانو

اُٹھو جو چین سے سونا ہے تم کو مرقد میں
یہ رات کانِ فیوضات ہے سلمانو

جو دن صیام کے کانِ عطا و بخشش ہیں
تو رات عینِ فیوضات ہے سلمانو

وہ والضحیٰ کی شرح اور یہ معنیٔ واللیل
عجیب دن ہے عجب رات ہے سلمانو

شجر حجر در و دیوار جاگیں تم نہ اُٹھو
بڑے ہی شرم کی یہ بات ہے سلمانو

جگانا چاہو جو سوتے ہوئے مقدر کو
نہ سوؤ آج کوئی بات ہے سلمانو

جو سویا کھویا جو جاگا سو پا گیا مقصود
ہزار بات کی اک بات ہے سلمانو

نزولِ رحمتِ باری کی ہے گھڑی جاگو
اُٹھو کہ نور کی برسات ہے سلمانو

اُٹھے خدا کے پیارے رسولؐ کے جانی
ہزار آفریں کیا بات ہے سلمانو

جو چاہو مانگ لو بے پردہ ہیں خدا و رسولؐ
یہ وقت رفعِ حجابات ہے سلمانو

ٹھہر ٹھہر کے چلے قافلہ مدینے کا،
یہ لطف قطعِ مسافات ہے سلمانو

مدینے پہونچو تو بیدمؔ کے مجرے پہونچانا
یہی غریب کی سوغات ہے سلمانو

خوشی کے ساتھ تحیر بھی کچھ نگاہ میں ہے
کلیم خیر سے کیا آج جلوہ گاہ میں ہے

نہ کوئی مہر میں خوبی نہ حسن ماہ میں ہے
بھلا وہی جو بھلا آپ کی نگاہ میں ہے

پھرا نہ آنکھ نظر چار کر لیں دیکھوں تو
مجھے ہے شبہ مرا دل تری نگاہ میں ہے

ہوئے ہیں دفن یہاں کشتگانِ حسرتِ دید
سنبھل کے چلیے کہ آنکھوں کا فرش راہ میں ہے

میں سو رہا ہوں تصور میں وصلِ جاناں کے
نصیب ہے کہ وہ بیدار خواب گاہ میں ہے

کسی کی زلف میں ہوتی تو حسن کہلاتی ۔ یہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں ہے

عدو ہی میں ہوں حیا بھی ہو شوخیاں بھی ہیں ۔ زمانے بھر کی سمائی تری نگاہ میں ہے

میں کیا بتاؤں تمہیں حال رفتگان عدم ۔ کوئی ہے زینت منزل تو کوئی راہ میں ہے

تعینات سے گذرے تو یہ نظر آیا ۔ جو ذرّے میں ہو وہ ہی جلوہ مہر و ماہ میں ہے

ہزار کرتی ہے مایوس بیرخی تیری ۔ اُمید عفو مگر چشم عذر خواہ میں ہے

اثر ملے تو اُسے دیکھ لے رسید اُس کی ۔ ہمارا نامۂ غم جیب پیک آہ میں ہے

مرا رہا تو حقیقت ہی کیا مرے دل کی ۔ بس ایک چیز ہی جبتک تری نگاہ میں ہے

ذرا لیا کوئی احسان جھک گئی گردن ۔ مرے لئے تو یہاں بار کوہ کاہ میں ہے

کس ایسے نور کے پتلے سے لڑ گئی ہو نظر ۔ کہ آفتاب بھی ذرّہ میری نگاہ میں ہے

وہ کہہ رہے ہیں مرے دل کی اضطرابی پر ۔ کہ مدعی سے بھی تیزی سوا گواہ میں ہے

سنا ہے حضرت بیدم نے آج توبہ کی ۔ خوشی شیوخ میں ہے دھوم خانقاہ میں ہے

عدو کے پھولوں کی یہ آبرو نگاہ میں ہے ۔ کہ ایک پھول اُسی کا تری کلاہ میں ہے

وہ ہی ہے دل میں جو کرتا ہے میرے دل کو تباہ ۔ جو خوں رُلاتی ہے صورت وہی نگاہ میں ہے

جلائے مارے گرائے اُٹھائے مست کرے ۔ میں اُس کے صدقے یہ تاثیر جس نگاہ میں ہے

جو دل سے نکلے تو شعلہ کہو شرارہ کہو ۔ نہیں تو آہ میں کچھ ہے نہ واہ واہ میں ہے

اسی میں چھنکے ملے کاش شربت دیدار ۔ یہ ایک ہلکا سا پردہ جو جلوہ گاہ میں ہے

خطا یہ ہے کہ خطا کیوں نہیں ہوئی مجھ سے ۔ میں بے گناہ ہوں تعزیر اس گناہ میں ہے

کہاں ہیں غیر بلاؤ مقابلہ ہو جائے ۔ کہ امتحان وفا آج قتل گاہ میں ہے

کسی کو ہل کے گیا زندہ تو کسی کو ہلاک ۔ عجیب طرح کی تاثیر اُس نگاہ میں ہے

کلیم کس سے مخاطب ہے لنترانی گو
تمہارے ساتھ کوئی اور جلوہ گاہ میں ہے

سنبھل کے منزلِ الفت کو طے کرو بیدمؔ
کہ طغرہ لفظِ تادبّ کا میل راہ میں ہے

مرا اشارہ یہ خنجر سے قتل گاہ میں ہے
کہ اک فلک کا ستایا تری نگاہ میں ہے

اگرچہ ہونے کو دشمن بھی قتل گاہ میں ہے
مگر شہیدِ وفا آپ کی نگاہ میں ہے

حسین یوں تو ہزاروں ہیں پر وہ بات کہاں
جو بانکپن مری اُس بانکے کج کلاہ میں ہے

تری نہیں میں ہی ہاں ہاں میں یوں نہیں مضمر
کہ جیسے نفی سے اثبات لاالٰہ میں ہے

تمہارے شیخ و برہمن ہیں دونوں حلقہ بگوش
یہ بتکدے میں ہے وہ اپنی خانقاہ میں ہے

مٹا دیا مری آشفتہ خاطری نے مجھے
نہ لطف طاعتِ حق میں نہ کچھ گناہ میں ہے

کلیم میں نے بھی دیکھا نہیں اگر اُس کو
تو کس کے حسن کا جلوہ مری نگاہ میں ہے

مقامِ عشق میں محمود اور ایاز ہیں ایک
یہاں تو فرق گدا میں نہ بادشاہ میں ہے

یہ بے بلائے ہوئے کون آگیا مرے گھر
تو اب تو سمجھے کہ تاثیر میری آہ میں ہے

دل اُن کی مانگ میں صبر و قرار کھو بیٹھا
یہ کیسی لوٹ مسافر کی شاہراہ میں ہے

کسی نے حکم دیا اور کسی نے کی تعمیل
اسی قدر مری شرکت مرے گناہ میں ہے

قیامت آئی کہ اُس رُخ سے ہٹ گئی ہے نقاب
یہ آج کیا ہے کہ اک دھوم جلوہ گاہ میں ہے

نکل رہا ہے ادھر میان سے ترا خنجر
اُدھر سے موت مری چل چکی ہے راہ میں ہے

مقام وصل فنا و بقا سے آگے ہے
سنا ہے حشر کا میدان اُس کی راہ میں ہے

دل کے دل سے سپر بریں کے پار گیا
حضور دیکھئے یہ توڑ تیر آہ میں ہے

ہمیں تو اُنکی عطا کا ہے آسرا بیدمؔ
نہ اپنے نالوں میں تاثیر ہے نہ آہ میں ہے

دلِ عاشق کے لئے جب عشق ساماں لیچلا
ڈھونڈھکر حسن ملاحت بھی نمکداں لے چلا

دل کو ساتھ اپنے خیالِ دیدِ جاناں لے چلا ۔ گھر بھی ساتھ اپنے ہمارے گھر کا مہماں لے چلا

تیرگی چھائی ضیا کا ساز و ساماں لے چلا ۔ روشنی گھونگھٹ لگا کر روئے تاباں لے چلا

بعد مجنوں کے جنوں وحشت کا ساماں لیچلا ۔ دھجیاں دامن کی لیں تار گریباں لے چلا

حسرتِ دیدار داغِ ہجر اُمید وصال ۔ بے سر و سامانیوں پر بھی یہ ساماں لے چلا

اے دلِ بیتاب کل کی ذلتیں بھی یاد ہیں ۔ پھر اُسی کوچہ میں ہم کو دشمن جاں لے چلا

لیچلا کیا بزم ہستی سے دل حرماں نصیب ۔ یاس و حسرت لیچلا غم ہائے ہجراں لے چلا

وائے محرومی کہ میں دیدارِ جاناں کی عوض ۔ بھر کے آنکھوں میں غبار کوئے جاناں لے چلا

بارگاہِ عشق میں نذرانۂ حُسن و جمال ۔ میں دل مجروح اور یہ چشم گریاں لے چلا

دیکھ بیدم اشتیاقِ دید بھی کیا چیز ہے ۔ مجھ سے زار و ناتواں کو پا بجولاں لیچلا

وہ زہر کو سمجھے ہیں کہ داروئے شفا ہے ۔ شیشے میں بھرا ہے
کہتے ہیں یہی درد محبت کی دوا ہے ۔ پی دیکھتا کیا ہے

یاد آگئی تازہ ہوئے پھر زخم نہانی ۔ لو مرنے کی ٹھانی
درد آج مرے سینے میں کچھ کل سے سوا ہے ۔ جی اُلجھا ہوا ہے

کیا پوچھتے ہو عشق و محبت کے کرشمے ۔ یہ طول ہیں قصے
آزاد کوئی کوئی گرفتارِ بلا ہے ۔ اک حشر بپا ہے

کیوں آتی ہے روز اے شب فرقت مرے گھر پر ۔ جا غیر کے در پر
کیا تجھکو مرے خانۂ ویراں میں دھرا ہے ۔ غیروں میں مزا ہے

بیکار ہیں تدبیریں عبث کوشش بیجا ۔ اے عاقل و دانا
ہوگا وہی بیدم جو مقدر میں لکھا ہے ۔ جو حکم خدا ہے

ہوائے دُودِ سوزِ غم مرے دل کی تمنا ہے
سرِ اشک دیدۂ پرنم مرے دل کی تمنا ہے

شبِ غم میں شریکِ غم مرے دل کی تمنا ہے
رفیق و مونس و ہمدم مرے دل کی تمنا ہے

کبھی فرقت میں سوزِ غم مرے دل کی تمنا ہے
کبھی یہ دیدۂ پُرنم مرے دل کی تمنا ہے

مری جانِ حزیں طیبہ میں چھوڑے جسمِ خاکی کو
یہ اے فخرِ بنی آدم مرے دل کی تمنا ہے

تری چوکھٹ ہو میرا سر ہو سجدے ہوں تحیت کے
یہی اے قبلۂ عالم مرے دل کی تمنا ہے

سوائے درد کلفت اور کوئی پھل نہیں دیتی
عجب شاخِ نہالِ غم مرے دل کی تمنا ہے

ابھی جان لیں وہ بھی کہ ہم پر مٹ گیا کوئی
وہ میرا خود کریں ماتم مرے دل کی تمنا ہے

بھری محفل سے دشمن کو عبث تم نے نکلوایا
نکلنے کے لئے کیا کم مرے دل کی تمنا ہے

زمانے بھر کی رسوائی ہو مجکو عشق میں حاصل
بھلی ہو یا بری تاہم مرے دل کی تمنا ہے

تمہیں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں کعبہ میں کلیسا میں
تمہارے راز کی محرم مرے دل کی تمنا ہے

دکھاتی ہے مجھے گھر بیٹھے نقشہ سارے عالم کا
میری آنکھوں میں جامِ جم مرے دل کی تمنا ہے

دکھائے دیتی ہے دنیا کو نقشہ حسرتِ دل کا
بڑی کمبخت نامحرم مرے دل کی تمنا ہے

عبث اُنکی خلافِ وعدگی مجکو رلاتی ہے
رلانے کو مرے کیا کم مرے دل کی تمنا ہے

ہوا بازہ ہے نہ کیوں رنگ پریدہ روئے عاشق کا
نشانِ عشق کا پرچم مرے دل کی تمنا ہے

نہ کعبے سے غرض ہے اور نہ بتخانہ سے مطلب ہے
نئی دنیا نیا عالم مرے دل کی تمنا ہے

مری بے جان حسرت میں اسی سے جان پڑتی ہے
مجھے تو عیسیٰ مریم مرے دل کی تمنا ہے

تمہاری سختیوں سے ٹوٹ جائے غیر ممکن ہے
بہت مضبوط مستحکم مرے دل کی تمنا ہے

اسی پر آرے چلتے ہیں اسی کے ٹکڑے ہوتے ہیں
شہیدِ ابروئے پرخم مرے دل کی تمنا ہے

اسے غصہ کی گرمی سے اُڑا دو ہو نہیں سکتا
بھلا کیا قطرۂ شبنم مرے دل کی تمنا ہے

کس کی بے نیازی سے خبر آکر غرض کیا ہے
دلِ مجروح کا مرہم مرے دل کی تمنا ہے

لبوں تک آنہیں سکتا ہی حرفِ آرزو کوئی
کسی کے راز کی محرم مرے دل کی تمنا ہے

تری خاموشیوں نے مدعائے دلکو لے ڈالا
کبھی بیدل کبھی بیدم مرے دل کی تمنا ہی

غبارِ وادیٔ مجنوں کو محمل کی تمنا ہے
تمہارے بادیہ پیما کو منزل کی تمنا ہے

بہائے خونِ حسرت تیغِ قاتل کی تمنا ہے
گلا تلوار پر رکھدے یہ بسمل کی تمنا ہے

کمالِ عشق میں معشوق بنجاتا ہے ہر عاشق
گلے مجکو لگالے تیغِ قاتل کی تمنا ہے

ستمگر ہے کوئی تقدیر سے کوئی ستم کش ہے
کوئی قاتل کی ہے اور کوئی بسمل کی تمنا ہے

الٰہی ورطۂ طوفانِ غم میں غرق ہو جاؤں
میں وہ کشتی ہوں جسکو بعد ساحل کی تمنا ہے

خدا نے منتخب جسکو کیا اولادِ آدم میں
ازل سے مجکو اس انسانِ کامل کی تمنا ہے

ستایا ہی بہت کچھ اضطرابِ قلبِ مضطر نے
ہمیں مشکل کشا سے حلِ مشکل کی تمنا ہے

بہار آئی ہے پھر سودا ہوا ہی زلفِ پیچاں کا
مجھے پھر اندنوں قیدِ سلاسل کی تمنا ہے

نہ لونگا میں اگر آکر خضر بھی آبِ حیواں دیں
کسی کے ہاتھ سے زہرِ ہلاہل کی تمنا ہے

تمہارے وصل کی خواہش ہو یا ترکِ محبت کی
ہماری جان کی لیوا ہی جو دل کی تمنا ہے

وہ آئے بے بلائے مدعا بھی ہو گیا حاصل
مگر دل کو ابھی تک جذبِ کامل کی تمنا ہے

کرم مشتاقِ سائل اور ہیں مشتاقِ کرم تیرا
ترے سائل کو تیری تجکو سائل کی تمنا ہے

کہاں سے لاؤں کس سے لاؤں کیونکر لاؤں اے بیدم
کروں کیا روز آن کو اک نئے دل کی تمنا ہی

گلوں کو باغ میں شوخِ رعنا دل کی تمنا ہے
حسینوں کو بھی ارمانوں بھرے دل کی تمنا ہی

نکالے دیتے ہو جسکو سمجھ کر غیر کی حسرت
وہ میری آرزو ہے وہ مرے دل کی تمنا ہی

ہمارے دل سے پوچھو جان لے لی اس تمنا نے
انھیں کیا ہے انھیں تو دل لگی دل کی تمنا ہی

بجا ہے غیر اچھا غیر کی ہر آرزو اچھی ،
نہ میں اچھا نہ کچھ اچھی مرے دل کی تمنا ہی

یہی فقرہ اوڑا لایا مرا اپنے پریرو کو
ابھی دیتا ہوں تم کو کیا تھیں دل کی تمنا ہی

یہ مجھسے دور ہوجائے تو وہ آجائیں پہلو میں
وہ اُن کی آرزو ہی یہ مرے دل کی تمنا ہی

نہ نکلے گی کبھی یہ جان کی دشمن نہ نکلے گی ،
اجی کیا کھیل ہے کیا دل لگی دل کی تمنا ہی

عبث غصے میں تم نے آئینہ کو چور کر ڈالا
یہ میں نے کب کہا تھا یہ مرے دل کی تمنا ہی

جسے میں کہہ نہیں سکتا جسے تم سن نہیں سکتے
وہی ہے آرزو میری وہی دل کی تمنا ہی

مری ہستی ہی کیا اور میں ہی کیا ہاں سچ تو کہتے ہو
نہ میرا دل ہے کوئی شے نہ کچھ دل کی تمنا ہی

وہ جب آئینہ دیکھیں میری صورت سامنے آئے
انو کہی آرزو میری وہی دل کی تمنا ہی

وہ آئیں تو جو کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے
یہ نشتر ہے مرے پہلو میں یا دل کی تمنا ہی

مرے پہلو میں بیٹھے چٹکیاں لے لے کی کہتے ہیں
کہاں ہو آپ کا دل کس جگہ دل کی تمنا ہی

ہمارے جذب کامل نے کسی کے منہ سے کہلایا
تمنائے دل بیدم مرے دل کی تمنا ہی

دو کام کئے آکر اک تیر نظر تو نے
چھبتے ہی کلیجے میں لی دل کی خبر تو نے

زخمی کئے آتے ہی دل اور جگر تو نے
چھوڑا نہ کوئی پہلو اے تیر نظر تو نے

گھبرایا ہوا گھر سے یہ کون چلا آیا
کیوں دیکھ لیا اب تو آہوں کا اثر تو نے

توڑا مرا دل تو نے اس دل میں مرا کیا تھا
برباد کیا ظالم اپنا ہی تو گھر تو نے

دشمن نے تو اُس در سے اٹھوا ہی دیا ہوتا
پر اُٹھکے بٹھایا ہے اے درد جگر تو نے

کل محفل جاناں میں اُٹھ اُٹھ کے بٹھایا ہو
احسان کیا مجھ پر اے درد جگر تو نے

تو می کو بُرا کہتا واللہ نہیں کہتا
اک بار بھی لے واعظ پی ہوتی اگر تو نے

جو تیرے لئے اپنی ہستی کو مٹا بیٹھا
بھولے سے کبھی ظالم لی اس کی خبر تو نے

ایمان رہا قایم تو خود ہی بنا بیدم
قدموں پہ جب اُس بت کے یوں رکھدیا سر تو نے

سہرا

رخِ نوشاہ پہ ہے سایۂ یزداں سہرا
جیسے بسم اللہ ہے زیب سر قرآں سہرا

ماہ چہرہ تو ضیائے مہِ تاباں سہرا
کیا ہی اُس رخ سے ہے ہم دست گریباں سہرا

کہتی ہیں لائی ہیں پھولوں کا جو یہ یاں سہرا
باندھ لے باندھ لے اے رشکِ سلیماں سہرا

قمریاں صل علیٰ صل علیٰ کہنے لگیں
دیکھ کر آج ترا سروِ خراماں سہرا

صدقے کر دیتے زلیخا کی طرح جانِ عزیز
دیکھ لیتے جو ترا یوسف کنعاں سہرا

نظر دیدۂ بدبیں کی نگہبانی کو
خسروِ حسن ہے نوشاہ تو دربان سہرا

بڑھ کے گوندھا ہے ہر اک پھول پہ سو بار درود
کیوں نہ ہو یمن و سعادت کا ساماں سہرا

کیا یہ نوشے کے سراپا کی بلائیں لے گا
سر کا آتا ہے جو تا گوشۂ داماں سہرا

یہ لچکنا نہیں پھولوں کا ہے تحریک نشاط
شادیٔ و عیش کا ہے سلسلہ جنباں سہرا

سہرے پہ دولہا کے رہے سایۂ دامانِ حضور
اور مبارک ہو اُسے حضرت جیلاں سہرا

گل مضموں کا تو اک ہار بنا لے بیدم
لائے ہیں گلشن فردوس سے رضواں سہرا

نسیم صبح دم نے جب نوازا اہل گلشن کو
تو جھٹکورے دیئے پہلے مری شاخ نشیمن کو

چھپاتے ہو عبث گھونگھٹ میں اپنے روئے روشن کو
ہوائے شوق نظارہ رکھے گی در پہ چلمن کو

مرا سینہ پسند آیا خیالِ رشئے روشن کو
مبارک شمع قصر لامکاں صحرائے ایمن کو

کوئی حد ہے کدورت کی کہ جب تربت پہ آتے ہیں
تو سو سو حیلوں سے وہ جھاڑتے جاتے ہیں دامن کو

جوانی نے اُنھیں بھی کشمکش میں ڈال رکھا ہے
جھکاتی ہے حیا شوخی اُٹھا دیتی ہے گردن کو

موذن نے ازل میں مجھ سے انداز فغاں سیکھا
بتائی طرز نالہ میں نے ناقوس برہمن کو

قیامت ہے مرے دل کا دکھانا میں وہ بلبل ہوں
کہ اے گل ایک نالہ میں ہلا دوں سارے گلشن کو

دس اُسکے وار ہیں مرتے ہیں سو اُسکے اشارے ہیں
میں خنجر پر ترے ترجیح دوں گا تیری چتون کو

برائی کا عوض بھی میرے مذہب میں بھلائی ہی
ہمیشہ یاد کرتا ہوں دعا کے ساتھ دشمن کو

ترے ہاتھوں سے اے جوشِ جنوں میں تنگ آیا ہوں
گریباں سی نہ پایا تھا کہ پھاڑا تو نے دامن کو

ذرا ہم بھی تو دیکھیں طور پر کیسی تجلی تھی
چمک کر پھونک دے برقِ جمالِ یار چلمن کو

نہ جانے کیا خیال آتا ہے اکثر جب وہ آتے ہیں
بڑی حسرت سے پھر دن دیکھتے ہیں میرے مدفن کو

یہ ہے حبِ وطن غربت میں جب مجکو ملا کوئی
تو میں نے دوست سے بھی پہلے پوچھا اپنے دشمن کو

جہاں میں کوچۂ جاناں میں پہونچا یہ گری دہر سے
مرے نظارے سے کیوں ضعف آجاتا ہی چلمن کو

خدایا راس آئے سبحہ و زنار کا رشتہ
جنابِ شیخ نے چاہا ہے اِک الفت برہمن کو

تعجب ہے اُنھیں میں اُنکے جھگڑتے ہی جی اٹھا
وہ آئے تھے فقط گھر سے مٹانے میرے رفن کو

تماشے کی طرح سے دیکھیے بیتابیاں میری
ترانہ ہی سمجھکر آپ سنئے میرے شیون کو

برنگِ نکہتِ گل باغ میں ہوں اور نہیں ہوں میں
یہ بجلی ڈھونڈتی پھرتی ہی کیا مرے نشیمن کو

صلائے عقل و دانش کب ہے بیدم مانع وحشت
نکل جاتا ہی مجنوں توڑکر زنجیر آہن کو

میسر ہو اگر قسمت سے شاخِ گل نشیمن کو،
چہک کر بلبلیں سر پر اُٹھا لیں صحنِ گلشن کو

عجب کیا پھونک دے اُنکی نگاہِ گرم گلشن کو
مثل ہی ایک چنگاری جلا دیتی ہی خرمن کو

سنبھلکر روندنا او شہسوار ناز مدفن کو
کہ میری خاک اُڑیگی تاک کر تیرے ہی دامن کو

اوجاڑا ہے صبا جس طرح سے میرے نشیمن کو
یونہی برباد کرنا تھا مرے دشمن کے خرمن کو

وہ وحشی ہوں کہ جب فارغ ہوا جیب گریباں سے
تو ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھدیا صحرا کے دامن کو

نہیں میں بھی لپٹ جاتی ہی آکر بوئے گل مجھ سے
وہ ہی الفت ہی میرے ساتھ ابتک اہلِ گلشن کو

ادائے یار تیری سادگی پر جان جاتی ہی
کوئی پوچھے مرے دل سے ترے بیساختہ پن کو

ٹھنی ہے اب تو میرے دل میں یوں نظارہ بازی کی
کہ بدلوں آنکھ کے پردے سے اُنکے در کی چلمن کو

میں اس مردم شناسی ور سمجھ کے صدقے ہو جاؤں
سمجھ رکھا ہے دشمن دوست کو اور دوست دشمن کو

یہ قتل عام کی تکلیف کیوں سرکار فرمائیں،
اشارہ کیجئے مژگاں کو اپنا چشم پُر فن کو

زمین شعر کو رنگین بناتی ہے زباں اپنی،
ہمارے تیچھے گلشن بنا دیتے ہیں گلشن کو

کیا ہمدم چاک اپنا سینہ یوں راہ رسائی دی
نگاہ حسرت آگیں کا ہے کتنا پاس چلمن کو

کرے گا حشر میں غمازیاں یہ خون ناحق کی،
مرے سر سے بھی پہلے تم نہ اٹھوا اپنے دامن کو

مرا پیغامبر واقف ہے اُن کی بد مزاجی سے
کہ باتیں کر رہا ہے دیکھتا جاتا ہے چتون کو

خدا رکھے مرا سوز جگر بے طرح کام آیا
اسی اک شمع نے روشن کیا ہے کنج مدفن کو

عجب تقسیم کی قسام قسمت نے ترے صدقے
کہ بیتابی مجھے دی شوخیاں دیں اُنکی چتون کو

کن آنکھوں سے تو اُس کا گھورنا دیکھا نہیں جاتا
کہو تو خاک بھر کر بند کر دوں چشم روزن کو

محبت مذہب اپنا صلح کل مشرب ہمارا ہے
کرینگے شیخ کو آداب پا لاگن برہمن کو

خدا رکھے تمہارا نام مٹنے دو نشاں میرا،
تم آؤ شوق سے آکر مٹا دو میرے مدفن کو

اگر بے پردہ ہو جاتا یقیں ہے حشر ہو جاتا
گرا دیں بجلیاں مجھ پر ہٹا کر تو نے چلمن کو

جو کر دیتی ہے ٹکڑے انتظار یار کی وحشت
نگاہ منتظر کے تار سے سیتا ہوں دامن کو

وہیں بجلی بھی میری خوبی قسمت سے گرتی ہی
جہاں میں چار تنکے جمع کرتا ہوں نشیمن کو

ہمیں دونوں جہاں میں ہے اسی کا آسرا ہیدم
یہ کیونکر ہو کہ پا کر چھوڑ دیں ہم اسکے دامن کو

مستزاد

کعبہ و کلیسا میں وہ کہتے ہیں کیا ہے
سب سجدوں کی جا ہے

اُن کو تو مرے درد بھرے دل میں مزا ہے
یاں رہنا روا ہے
جب اُن سے بیاں کیجئے تکلیف جدائی،
اللہ رے صفائی
فرماتے ہیں یہ دل کے لگانیکی سزا ہے
چاہت کا مزا ہے
رسم قفس و قید سے واقف نہیں اصلا
صیّاد سکھانا،
یہ طائر دل تازہ گرفتار بلا ہے
نازوں کا پلا ہے
پرکالۂ آتش ہے مری آہ شرر بار
پھونکا مرا گھر بار
میرا نہ مری خرمن ہستی کا پتا ہے
بس نام خدا ہے
بیدم وہاں خط کی نہ پیامی کی رسائی
کیونکر ہو سنائی
بیکار ہیں نالے یہ عبث آہ و بکا ہے
اب ہونا ہی کیا ہے

کلیسا میں ہو کعبہ میں ہو بتخانے کے اندر ہو
بس اب اس کو نہ پوچھو رہنے دو کیا کیا ہو کیونکر ہو
مرا سر اُنکی چوکھٹ اُنکی چوکھٹ ہو مرا سر ہو
قیامت میں جو یارب تابشِ خورشید محشر ہو،
وہ آئیں جبکہ مشتاقِ لقا اپنے سے باہر ہو
شہنشاہ حسیناں ہو پریزادوں کے افسر ہو
بس اس میں شک نہیں عاشق نوازی ختم ہی تم پر
تمہاری صلح ہو یا روٹھنا دونوں قیامت ہیں
میں لفظ شکر پر نامے کو اپنے ختم کرتا ہوں،
قیامت سی قیامت ہے یہ تیرا بے نقاب آنا

غرض یہ ہے کہیں ہو اُن کا نظارہ میسر ہو
کٹاری ہو چھری ہو تیر ہو نشتر ہو خنجر ہو
اگر قسمت میں چکر ہے تو اُس روضہ کا چکر ہو
تو سر پر چھتر بنکر سایۂ دامانِ حیدر ہو
یہ کیا ملنا کہ جب ملنا نہ ملنے کے برابر ہو
کوئی بہتر ہے عالم میں تو تم بہتر سے بہتر ہو
خدا رکھے تمھیں تم آفتابِ ذرّہ پرور ہو
کماں ہو جھک کے ملنے میں تو کج جانیں خنجر ہو
جو کہنے پر ہوں آمادہ تو اک شکوہ کا دفتر ہو
کہیں ایسا نہ ہو اے فتنہ گر پامال محشر ہو

کہاں آنسو مرے دامن کہاں اُس بحرِ خوبی کا
خدا کی شان ہے اک قطرۂ ناچیز گوہر ہو

مرُوّت بھی ہے دامنگیر اور لرزتے ہی جاتے ہیں
جو غصہ ہو تو صاحب سامنے آنکھیں ملا کر ہو

سراپا اُن کا لکھنے کے لئے تیار ہوں لیکن
کمر کا وصف لکھنے کیلئے عنقا کا شہپر ہو

مشابہ یار کے ابرو سے ہو کر آبرو پائی
نہیں تو ایک بل کھایا ہوا لوہا بھی خنجر ہو

میں اپنی دیدۂ دیدار جو کا سرمہ سمجھوں گا
اگر قسمت سے خاکِ کوچۂ جاناں میسر ہو

جہاں ہو ساحلِ مقصود دریائے محبت کا
وہیں پر کشتیٔ عمرِ رواں کا میری لنگر ہو

دعا یہ ہے کہ یارب یوں بسر ہو زندگی میری
توکل میرا تکیہ ہو قناعت میرا بستر ہو

بڑھا دوں جوڑ کر طولِ شبِ فرقت کی ٹکڑوں سے
جو شکووں سے مرے کم وسعتِ دامانِ محشر ہو

تمنا ہے کسی کی خوابگاہِ نازمیں بیدم
مری آنکھوں کے پردے ہوں مری پلکوں کی جھالر ہو

سہرا

پیارے نوشاہ پہنچکر ترے سر پر سہرا
کیسا اِتراتا ہے اللہ اکبر سہرا

بکھری جاتی ہیں لڑیں پھولوں کی رخساروں پر
موتی اور پھولوں کی کرتا ہے نچھاور سہرا

بدّھی شانے پہ حنا پاؤں میں رخ پر غازہ
ناز کرتا ہے ترے سر پہ پہنچکر سہرا

جس نے دیکھا تجھے خوش ہو کے بلائیں لے لیں
زیب دیتا ہے کچھ ایسا ترے رُخ پر سہرا

مالنیں پھولوں کی لائیں گی مگر ہم بیدم
لائے ہیں یہ دُرِ مضمون کا بنا کر سہرا

لڑی ہیں جب سے آنکھیں مجکو دو بھر زندگانی ہے
دل آنا کہہ رہا ہے۔ اُنپہ اکدن جان جاتی ہے

ہزار آزادیاں صدقے ترے پابند گیسو پر
ترے کوچہ میں مرنا حیات جاودانی ہے

لگا رکھا ہے سینے سے ترے دردِ محبت کو
اسے کیونکر مٹاؤں دل سے یہ تیری نشانی ہے

عزیزو بعد مدت وہ تُلے ہیں قتلِ عاشق پر
مرے آگے سے ہٹجاؤ کہ وقت جانفشانی ہے

یہ تیرے اُٹھتے جوبن ہیں کہ فتنے ہیں قیامت کے
بلا ہے قہر ہے آفت ہے یا تیری جوانی ہے

غبار قیس ہر سو ڈہونڈہتا ہے ناقہ لیلیٰ	خدا یا کیا ابھی تک اس کو شوق ساربانی ہی
تیری ہر ہر ادا پر جان صدقے دل تصدق ہی	ستم کو بھی سمجھتا ہوں کہ تیری مہربانی ہی
تم اپنے مصحفِ رخ کی سنو تو داستاں کہدوں	فسانہ قیس و وامق کا گئی گذری کہانی ہی
تصدق اپنے میخواروں کا صدقہ اپنے متوں کا	وہ مے دے ساقیا جس میں سرورِ جاودانی ہی
وہ آئیں بھی تو کیونکر آئیں میں جاؤں بھی تو کیونکر	نزاکت اُن کو مانع مجھکو عذرِ ناتوانی ہی
ملے تو ایسے کھیل کھیلے کوئی ذرہ نہیں خالی	مگر اک مجھ سے پردہ ہی مجھی سے لنترانی ہی
کیا بیدم مجھے شمشیرِ ابرو داد کیا کہنا	غضب کا کاٹ ہی تجھ میں قیامت کی روانی ہے

مستزاد

آنکھ برچھی کی انی تھی کہ سنبھالی نہ گئی — دل کا خون ہو کے رہا
جب پڑی سینے پہ میرے کبھی خالی نہ گئی — جان کو ساتھ لیا
کشتۂ ناز سے کہتی ہے یہ مقتل میں قضا — کیوں جی کچھ بس نہ چلا
تم بچاتے تو رہے جان بچائی نہ گئی، — نہ رکا تیر ادا
مے کدہ میں حرم و دیر کلیسا میں گئے — ہم جہاں جا کے رہے
دل سے تو اور تیری تصویر خیالی نہ گئی — تجکو بھی سجدہ کیا
زلف کے بھیس میں یہ کالی بلا آئی ہی — یا گھٹا چھائی ہے
یا یہ ناگن ہے کہ جو آپ سے پالی نہ گئی — میرا دل آکے ڈسا
دل سی شے کھو کے وہ کہتے ہیں شکایت کیسی — اب حکایت کیسی
تم سے رکھی نہ گئی تم سے سنبھالی نہ گئی — ہم سے بیجا ہے گلا
جب کہا اُن سے کہ پھر تم مرے دشمن سے ملے — کہہ کے قایم نہ رہے

بولے بیدمؔ یہ تیری خام خیالی نہ گئی — اور تیر ار شک نہ گیا

سہرا

پیارے نوشاہ تیرا ہے وہ انوکھا سہرا — نہ سُنا ہم نے نہ اِس شان کا دیکھا سہرا
رشتہ اُس کا نگہ چشم خدا بینا ہے — پھولوں کی جا پہ ہے انوار کا گوندھا سہرا
مہر نوروز ہے یا ماہِ شب قدر ہے رُخ — یہ شعاعیں نظر آتی ہیں ہمیں یا سہرا
محو نظارہ ہیں کل اہل نظر کی آنکھیں — پھولوں کے سہرے پہ ہے تار نظر کا سہرا
جتنے احباب ہیں سب کی یہ دعا ہے بیدمؔ — شادی راس آئے مبارک ہو خدایا سہرا

خاک میں ملکر غبار کوئے جاناں ہوگیا — مجھ نکمے سے عجب کار نمایاں ہوگیا
وحشتِ دل رحم کر اتبو میں عریاں ہوگیا — پرزے دامن کے اُڑے ٹکڑے گریباں ہوگیا
جس نے دیکھا رُخ روشن محو حیراں ہوگیا — جس نے زلفوں پر نظر ڈالی پریشاں ہوگیا
وہ ملے قسمت پھری بدلے مرے لیل و نہار — ہوگیا ہر درد کا اور خوب درماں ہوگیا
اس کی صورت دیکھکر عالم کو حیرت کیا ہوئی — دیکھکر یہ شکل عالم خود وہ حیراں ہوگیا
لے رہا تھا زخم دل کیا کیا مزے اے چارہ گر — شور بختی سے مری خالی نمکداں ہوگیا
جلوہ گاہِ ناز کے پردے سے چھیڑ اچھی نہیں — یہ بھی کیا دشت جنوں میرا گریباں ہوگیا
جس کو ہم دلدار سمجھے ہائے نکلا دل شکن — جس کو اپنی جان سمجھے دشمن جاں ہوگیا
مانگتا ہوں جب دعائے وصل اُنکے سامنے — ہنس کے فرماتے ہیں مانگے جاؤ جی ہاں ہوگیا
موت آجاتی شب فرقت سے پہلے مجکو کاش — اتبو کچھ بے موت ہی مرنیکا ساماں ہوگیا
بخت خفتہ جاگ اُٹھا کہتے ہیں آکر خواب میں — لیجئے اتبو علاج درد پنہاں ہوگیا
اب وہ آئے ہیں تو کیا کیجے کہاں ٹھہرائیے — دل تو وقفِ حسرت و اندوہ حرماں ہوگیا

قمریوں کی طرح میں کو کو ہی کرتا رہ گیا
مجھ سے جب رخصت مرا سرو خراماں ہو گیا

بزم دشمن میں جلا، دل کو اگر جلنا ہی تھا
کیوں نہ یہ کمبخت شمع بزم جاناں ہو گیا

ابروئے دلدار محراب عبادت ہے مری
مصحف رخسار جاناں اپنا قرآں ہو گیا

قسمت اپنی ہے طبیعت اپنی ہے اپنی پسند
قیس لیلیٰ پر فدا میں تم پر قرباں ہو گیا

کیا بلا ہے کیا یہ بختی ہے کیا اندھیر ہے
اک زمانہ ہی اسیر زلف پیچاں ہو گیا

چارہ گر ڈھونڈا کریں پھر رہائی ہر طرف
جسم زار اک نقش بر دیوار زنداں ہو گیا

قبر کا کھٹکا نہ بیم حشر اے بیدمؔ اسے
جو غلام حضرت شاہ شہیداں ہو گیا

سینۂ پر داغ نذر نوک پیکاں ہو گیا
ایک غنچے پر فدا سارا گلستاں ہو گیا

تیرے در پر اے مسیحا سب کا درماں ہو گیا
ایک میں ہی کیوں تختۂ مشق طبیباں ہو گیا

آرزوئے دل کی بر آئی وصل جاناں ہو گیا
جب دعاؤں سے اثر دست و گریباں ہو گیا

دیکھکر داماں محشر کو یہ مچلا طفل اشک
قطرے سے دریا ہوا دریا سے طوفاں ہو گیا

خواب میں دیکھا انھیں سوتے ہوئے جاگے نصیب
پردے پردے میں علاج درد پنہاں ہو گیا

کب رہا خالی مرا کاشانۂ دل خیر سے
تم چلے پہلو سے اٹھکر درد مہماں ہو گیا

ہے گدائی بادشاہی مفلسی ہے منعمی
بوریا میرے لئے تخت سلیماں ہو گیا

داور محشر کے آگے خوں بہا اچھا ملا
قتل پر میرے مرا قاتل پشیماں ہو گیا

جب کہا مولا علیؑ مشکل کشا مشکل کشا
اپنا ہر مشکل سے مشکل کام آساں ہو گیا

تیرے چھپنے سے ہوا آنکھوں میں اک عالم سیاہ
روز روشن بھی مجھے شام غریباں ہو گیا

زلف سلجھاتے رہے یا مجھ سے الجھے بار بار
ہائے عیش وصل بھی خواب پریشاں ہو گیا

زخم بھرنے ہی کو تھے لذت طلب دل کے مگر
رک گیا واں ہاتھ اور خالی نمکداں ہو گیا

صدقے ایسے بھولے پن کے اپنے بچپن کے نثار
وہ نہیں سمجھے زمانہ کس پہ قرباں ہو گیا

بس تڑپتے ہی تڑپتے آگیا دل کو قرار
بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درماں ہو گیا

آپ نے وعدہ کیا اور کام میرے بن گئے
لطف سے پہلے ہی میں ممنون احساں ہو گیا

ہر رگ و پے میں ہے تیرے حسن کی جلوہ گری
تو تو میرے دل میں آتے ہی مری جاں ہو گیا

حلقۂ رنداں میں غم ہی خانقاہ میں خوشی
آج اک بیدم غما باقی مسلماں ہو گیا

سہرا

تو انوکھا تیرا عالم سے نرالا سہرا
چاند ہے تو تو ہے تجھ چاند کا ہالا سہرا

مالنیں باندھ کے جب گائیں مبارک بادی
ہنس کے نوشاہ نے شرما کے سنبھالا سہرا

پیارے نوشاہ ترے دل کی مرادیں بر آئیں
راس لائے تجھے اللہ تعالے سہرا

اللہ اللہ یہ تجلی ترے سہرے کے نثار
چھپ گیا چاند جو مقنع سے نکالا سہرا

موتی در پھولوں کے لائے ہیں بہت سے بیدم
گوہر نظم کا اک تو تو بنالا سہرا

اب وہ پہلا سا ترا لطف و کرم بھی نہ رہا
لطف تو لطف وہ انداز ستم بھی نہ رہا

نہ رہے اُن کو اگر مجھ سے محبت نہ رہی
نہ رہے اُن کو اگر پاس قسم بھی نہ رہا

اُن کے کوچے میں رقیبوں کی جو حالت دیکھی
ہم نشیں مٹنے کا اپنے مجھے غم بھی نہ رہا

جذبۂ دل نے مرے کھینچ بلایا آئے
اب تو میں آپ کا ممنون کرم بھی نہ رہا

تم ستانے سے مرے خوش ہو تو میں بھی خوش ہوں
اب مرا رنج و الم رنج و الم بھی نہ رہا

دیکھ کر کوچۂ جاناں کی بہاریں زاہد
اب تو میں شایق گلزار ارم بھی نہ رہا

رہنما کس کو بنائے رہ الفت میں کوئی
جانے والوں کا اُدھر نقش قدم بھی نہ رہا

تو ہی تو اول و آخر ہے جب اے جان جہاں
پھر کوئی چیز مرا ہست و عدم بھی نہ رہا

جرم ٹھہری جو محبت تو میں مجرم ٹھہرا — اور ستم تیرا مرے حق میں ستم بھی نہ رہا

ہر جگہ میرے لئے جلوہ گہ یار بنی — اب تو کچھ تفرقۂ دیر و حرم بھی نہ رہا

میرے ہوتے ہوئے غیروں پہ جفائیں کیسی — اب اچھوتا ترا انداز ستم بھی نہ رہا

آنکھیں پتھرا گئیں اور ڈھل گیا منکا بیدم — عیسیٰ جب آئے کہ بیمار میں دم بھی نہ رہا

گھر میں رہی نہ گھر کی بات روزن در کو کیا کہوں — کھل گیا اُن پہ حال دل دیدۂ تر کو کیا کہوں

گم تھا خیال دشمن عین شب وصال میں — صبح دلا دی اُن کو یاد مرغ سحر کو کیا کہوں

قہر کہوں بلا کہوں فتنۂ حشر زا کہوں — تیغ ادا کو کیا کہوں تیر نظر کو کیا کہوں

جلتے ہوئے لگا کے آگ خرمن عقل و ہوش میں — بجلی کا کام کر گئی اُن کی نظر کو کیا کہوں

وعدۂ حشر کر کے آپ جاتے ہیں جائیے مگر — یہ تو بتاتے جائیے درد جگر کو کیا کہوں

سارے جہاں کے خوبرو تیری قسم ترے سوا — کھبتے نہیں نگاہ میں اپنی نظر کو کیا کہوں

بیدم خستہ دل کو روز مارے ہی ڈالے رہا — سحر کہوں کہ معجزہ ایسی نظر کو کیا کہوں

سہرا

باندھا مالن نے تو اک دھوم پڑی سہرے کی — گویا نوروز ہے اک ایک گھڑی سہرے کی

سر اُٹھاتا نہیں نوشاہ کے قدموں سے یہ کیوں — یا خدا کون سی مشکل ہے آ پڑی سہرے کی

پیارے نوشاہ ترے پھول سے رخساروں پر — لہریں لیتی ہے مسرت سے لڑی سہرے کی

نظر بد سے بچانے کے لئے دولہا کو — ہو گئی بیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی

دیکھنے کیلئے موسیٰ کی نظر ہو بیدم — مشعل طور ہے ایک ایک لڑی سہرے کی

پردہ داری کے عوض بدنام و رسوا کر دیا — لے خیال یار کیا کرنا تھا اور کیا کر دیا

خوب بیمار محبت کا مداوا کر دیا — مار ڈالا پھر بھی کہتے ہو کہ اچھا کر دیا

اون کو سکتہ ہوگیا کیسا اشارہ کر دیا / اے نگاہِ یاس آخر تونے یہ کیا کر دیا

سینکڑوں کو راہ پر لائے ترے سکوئے ہوئے / کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ایک ساغر میں کیا ساقی نے زاہد کو غلام / سرد اک چھینٹے ہی میں بازارِ تقویٰ کر دیا

پوچھتے ہو تو کہے دیتا ہوں کس نے جان لی / پھر نہ یہ کہنا کہ تونے راز افشاں کر دیا

اُن کے جاتے ہی بیاباں کی طرف جانیکو تھے / صدقے اس وحشت کے جس نے گھر کو صحرا کر دیا

مرحبا اے جلوۂ دیدار کیا کہنا تیرا / دیکھنے والے کی آنکھوں کو تماشا کر دیا

حیرت افزا ہیں یہ حسن و عشق کی نیرنگیاں / لیلیٰ کو مجنوں کیا مجنوں کو لیلیٰ کر دیا

اِک تیری چشمِ کرم نے ساقیٔ بندہ نواز / ذرّہ کو خورشید اور قطرہ کو دریا کر دیا

یہ کیا فرقت میں اُن کی یاد نے آکر سلوک / بیٹھے بٹھلائے جگر میں درد پیدا کر دیا

آنکھوں ہی آنکھوں میں بیدم کہہ گئے ہم حالِ دل / پردے ہی پردے میں اظہارِ تمنا کر دیا

یاد کر لیتے ہیں ہم کو بادہ کش ہر جام پر / آج تک مے چھڑکی جاتی ہے ہمارے نام پر

سر کو چکر آتے ہیں ساقی خیالِ خام پر / اشک بھر آتے ہیں آنکھوں میں گھٹا کی شام پر

ٹھن گئی ہے آج وہ چپ ہوں نہ میں خاموش ہوں / میں دعاؤں پر تلا ہوں اور وہ دشنام پر

دل کے آجانے کو ہم سمجھے پیامِ موت ہی / ابتدائے عشق میں پہونچی نظر انجام پر

آپ کیا جانیں کٹے کس طرح ایامِ فراق / آپ کیا پوچھیں کہ کیا بیتی دلِ ناکام پر

جھومتی ہیں ڈالیاں گلشن میں اُنکو دیکھکر / پھول صدقے ہو رہے ہیں عارضِ گلفام پر

کیوں نقابِ رخ اُلٹ کر کر دیا محشر بپا / خیر تو ہے کیوں تلے بیٹھے ہو قتلِ عام پر

صدقے اُنکے عارضِ گلگوں کے نورِ صبحِ وصل / ہجر کی باتیں تصدق زلفِ عنبر فام پر

واہ ری قسمت کہ جب پہونچا یہاں تک دورِ مے / کہدیا شیشے نے کچھ سر رکھکے دوشِ جام پر

اب کہو کیونکر بچے صیاد سے بلبل غریب
پھول بکھرائے ہوئے بیٹھا ہے ظالم دام پر

ماند ہو جائے ابھی ساری تجلی چاند کی،
وہ ذرا بن ٹھن کے آ بیٹھیں جو اپنے بام پر

ہم خمار آلودگانِ عشق کا مذہب یہی کیا
نذرِ ساقی کر چکے دیر و حرم اک جام پر

خاک ہونے پر بھی تو برباد ہی رکھا مجھے
قہر ٹوٹے یا الٰہی گردشِ ایام پر

آپ تو خوش ہو گئے بر لا کے غیروں کی مراد
خیر جو گذری سو گذری عاشقِ ناکام پر

بیدم اب اللہ حافظ ہے تمہاری جان کا
منحصر ہے زندگی جب نامہ و پیغام پر

چار بیت رامپوری

اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں
دل کے ہوئے دو ٹکڑے جب چار ہوئیں آنکھیں

اُس رُخ نے بنایا ہے آئینۂ حیرانی
اُس زلف نے بخشا ہے اسبابِ پریشانی
جس نے کیا دیوانہ وہ حال ہے مستانی
اُس بُت کی مرے حق میں تلوار ہوئیں آنکھیں
اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

سب لختِ جگر میرے اشکوں میں بہا بیٹھیں
اسرارِ نہانی کو لوگوں میں گنوا بیٹھیں
بے پوچھے مرے رختِ ہستی کو لٹا بیٹھیں
گویا کہ مرے گھر کی مختار ہوئیں آنکھیں
اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

فرقت میں قسم کھا کر راتوں کا گیا سونا
ہر دم کا بلکنا ہے دن رات کا ہے رونا
سامان ہیں مرنے کے اُس بت کا جدا ہونا
ہر وقت کے رونے سے بیکار ہوئیں آنکھیں
اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

عالم سے نرالا ہے ساقی ترا میخانہ
بے ہوشوں میں ہشیاری ہشیار رہے مستانہ

بے ساغر و بے شیشہ بے بادۂ و پیمانہ	متوالا ہوا بیدم سرشار ہوئیں آنکھیں

اچھا اُنھیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

تضمین نعتیہ بر غزل حضرت جامی علیہ الرحمتہ

اے عین کمالِ با کمالی	اے زینتِ بزمِ بے مثالی،
اے شان جمیل و ہم جمالی،	اے مظہرِ حُسن لایزالی

مرآتِ جمالِ ذوالجلالی،

با خاطرِ ریش و خستہ حالی	در پر ہے کھڑا ترے سوالی
للہ نہ پھیر اُس کو خالی	اے مظہرِ حسن لایزالی

مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

تم سے نہ ہو جب مراد حاصل،	پھر جائے کہاں تمھارا سائل
اے مہرِ عطاؤ ماہِ کامل،	در شانِ کمالِ تست نازل

آیات مکارم و معالی،

واللیل ہے زلف کا اشارہ	والشمس ہے رخ کا استعارہ
شاہا ملکا جمال آرا	انوار تجلیٔ قدم را

رخسار تو احسن المجالی

آزاد کہاں کہاں یہ پابند	ناکارہ کہاں کہاں ہنرمند
اے ساقیٔ مجلس خداوند	احرام حریم تو نہ بندند

جز دردکشاں لاؤ بالی

بیدم ہے جو کچھ مرا تو رع	مائل بریا ہے یا تصنع

پر ذات سے اُسکی ہے توقع ‏ | جامی بوظایف تضرع

مشغول بود علی التوالی

تضمین بر غزل مولانا شانی

یہ کیا سنتے ہی ہم چپ ہو گئے یوں صورت سوسن ‏ | شمیم زلف نے یہ کس کی اگر ڈالدی الجھن
یہ خون لوا رہی ہے ہم سے کس کی سرمگیں چتون ‏ | نگاہ کیست ایں یارب کہ آتش زد بجانِ من

برنگِ برق خاطف سوخت مشت استخوانِ من

ہراس و حسرت و حرماں سے ہے آبادی غربت ‏ | سراپا غم کی صورت بن گئی ہے شادی غربت
مدد کا وقت ہے اے خضر منزل ہادی غربت ‏ | فتادم بیکس و بے آشنا در وادی غربت

جدا شد ہر یکے از ہمرہان و مہربانِ من

خیالِ زلف میں جب بیٹھے بیٹھے جی مرا الجھا ‏ | تو پڑھکر دم کیا سینے پہ واللیل اذا یغشیٰ
بسر کی دشت غربت میں نہ پوچھو کسطرح شاہا ‏ | جز آہ آتشین و گریہ ہائے نیم شب حاشا

نیاید کس برائے پرسشِ سوزِ نہانِ من،

احبا تو گئے سب کہکے اللہ حافظ و ناصر ‏ | مدد کر جذبۂ دل اپنے ثباتِ عزم کی خاطر
اندھیری رات ریگستان میں تنہا کیا کروں آخر ‏ | نہ آواز جرس نے نقش پائے رہروان ظاہر

کہ بنماید نشانِ یا رب بے نام و نشانِ من

مری غربت پہ خون روتی ہے بیدم بیکسی میری ‏ | اداسی دیکھکر سکتے میں ہے آزردگی میری
غریق بحر اندوہ و الم ہے زندگی میری ‏ | مددیا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری

امیرِ کشورِ عرفان شہ ہندوستانِ من

تضمین

سورۂ واللیل ہے زلف معنبر سر بسر
پڑھ لیا والشمس رخساروں پہ ڈالی جب نظر
اے سراپا نور کی صورت مرے رشک قمر
مصحفِ روئے تو مارا ہست قرانِ دیگر
عاشقاں را دین دیگر ہست ایمانِ دگر

آنکھیں دکھلا کر کی بیدم کی ہیں جسنے صف کی صف
طائر ایماں ہے تیر ناز کا جس کی ہدف
اے زہے قسمت کہ اب آتا ہے وہ میری طرف
لغزش مستانہ در رفتار و جام می بکف
رخصت اے تقوے کہ یار آید بسامانِ دگر

تضمین

میں کیا بتاؤں کہ تم کیا ہو یا حبیب اللہ
حسین جمیل ملیح و وجیہ ظل اللہ
جو بدر چہرہ تو واللیل ہے یہ زلف سیاہ
خطت کلام کلیم رخست کلام اللہ
چہ خط چہ رخ چہ جبیں لا الٰہ الا اللہ

چھٹے گا ہم سے نہ تا حشر گوشۂ مشہد
کہ جان دیکے یہ پائی ہے دولت سرمد
عبث علاج میں بیدم کے ہے یہ جد و کد
قتیلِ خنجر عشق تو بر نمی خیزد
اگر مسیح بگوید کہ قُم باذن اللہ

تضمین دیگر

ہر ایک اہل دل آج با چشم پر نم
یہ کہتا تھا بکتے ہیں بازار میں ہم
جو تو مشتری ہو تو اے جان عالم
بنوک سنانت جگر می فروشم
بہ تیغ ادائے تو سر می فروشم

سنو جب نہ بیدم کی تم بندہ پرور
تو پھر کہئے کس سے کہے دل کی جا کر
کہاں جائے اب چھوڑ کر آپ کا در
اسیری زپرواز گلزار بہتر

بکنج قفس بال و پری می فروشم

تضمین دیگر

اسی نظر نے نکالی ہے ڈ دبتی کشتی
انھیں نگاہوں سے بگڑے ہوئی نکی بات بنی
مگر کسی سے نہ کی تہی جو میرے ساتھ میں کی
درون سینۂ من زخم بے نشان زدئی

بحیرتم کہ عجب تیر بیکمان زدئی

حریم خاص کے پردوں کو تھام کر بیدم
عجیب درد سے کرتا ہے نالۂ پرغم
فغان یہ ہے کہ جیبی و سید عالم
اگار دم بکہ گویم بگو چہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدئی

تضمین دیگر

وہ مہ جبیں خدا کے حبیب خاص نبی
وہ ہاشمی و قریشی جوان مطلبی
وہ جن کو دیکھ کے موسئ کو تاب ہی نرہی
ربود عقل و دلم را جمال آں عربی

درون غمزہ مستش ہزار بوالعجبی

کہیں سنی نہیں سر جوش ایسی مے خواجہ
پلائے جام مجھے جس کے پلے بہ پیلے خواجہ
حواس و ہوش اڑا لے گئی وہ شئے خواجہ
ہزار علم و ادب داشتم من اے خواجہ

کنون کہ مست و خرابم صلائے بے ادبی

تضمین بر رباعی حضرت مولانا فصیحت شاہ صاحب وارثی بازید پوری قدس سرہ اللہ

دل سرائے تو یا رسول اللہ
دیدہ جائے تو یا رسول اللہ
جان فدائے تو یا رسول اللہ
من گدائے تو یا رسول اللہ

خاک پائے تو یا رسول اللہ

خستہ و پُرغم فضیحت تو، — بیدم و بیدلم فضیحت تو،
تفتہ دل چشم نم فضیحت تو — اُمتِ عاصیم فضیحت تو،

مُبتلائے تو یا رسول اللہ

تضمین دیگر

ہر گھڑی جاری ہیں آنکھوں سے لہو — رٹ لگی ہے یار کو آن یار کو
سر میں چکر دل میں درد آرزو — اے مسیحا جان من بیمار او

سود مندم یک نظر دیدار او

ہے یہاں اپنا سر تسلیم خم — ہم ہیں اور محراب ابروئے صنم
تو ہی جا بیدم سوئے بیت الحرم — فرد را چہ حاجتِ خلد دارم

راحت اندر سایہ دیوار او

تضمین دیگر

وہ دن کہاں اب ہمنشیں جب ہم تھے محفل کی جلا — اب تو عذاب رُوح ہے نام بہار جانفزا
تو جا کہ بزم عیش میں ہم غمزدوں کا کام کیا — دل گیرم از بزم طرب غم خانہ باید مرا

من عاشق دیوانہ ام پروانہ باید مرا

ناحق یہ اہل عقل سب کرتے ہیں مجھسے دو کد — میری نظر میں ایک ہے اب تو خیالِ جزر و مد
الحمد علیٰ احسانہ الحمد للہ الصمد — از دولت عشق جنوں آزادم از قید خرد

اکنون برائے ہمدمی دیوانۂ باید مرا

ہم غمزدوں کی موت کیا اور کیا ہماری زندگی — بس ہجر کی شب موت ہے اور وصل کا دن زندگی

بیدم ہیں اور زندہ ہیں ہم کیا موت ہے کیا زندگی　　بے صحبتے شیریں تے تلخست برمن زندگی

از جان بہ تنگ آمد دلم جاناں نہ باید مرا

تضمین دیگر

نہ بیچیں گے حوران جنت پہ دل ہم　　نہ سامان فردوس پر جان پُر غم

مگر آپ چاہیں تو ہاں شاہ عالم　　بنوکِ سنانت جگر می فروشم

بہ تیغ ادائے تو سر می فروشم

عجب دام گیسو میں ہے سحر مضمر　　کہ بیدم ہی کیا جو پھنسا اس میں آکر

پکارا ابھی مرغ دل کی طرح پر　　اسیری ز پرواز گلزار بہتر

بکنج قفس بال و پر می فروشم

تضمین دیگر

نظر میں پھرتی ہی ہر وقت سادگی اُن کی　　عمامہ سبز ردائے نور کی عبا نیچی

پری کا سایہ ہے مجھ پر نہ جن کی آنکھ پڑی　　ربود عقل و دلم را جمالِ آن عربی

درونِ غمزہ مستش ہزار بوالعجبی

سنی تھی عالم میثاق میں جو سنے خواجہ　　بھری ہی کانوں میں اب تک اُسی کی لے خواجہ

نہ عقل ہے نہ خرد ہے نہ ہوش ہی خواجہ　　ہزار علم و ادب داشتم من اے خواجہ

کنون کہ مست و خرابم صلائے بے ادبی

تضمین دیگر

چلے تھے یوں تو دلِ ناتواں پہ وار کئی　　نگہ نگاہوں کی برچھی جگر کے پار گئی

ستم تو یہ ہے کہ دل کے ساتھ اور نئی　　درونِ سینہ من زخم بے نشان زدی

بجیرتم کہ عجب تیر بیگمان زدئی

گراہتا ہے کچھ اس درد سے دل پرغم | کہ آہ آہ کے نالوں سے تنگ ہیں ہمدم
مقام رحم ہے اے رشک عیسئی مریم | کجا روم بکجہ گویم بگو چہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدئی

تضمین دیگر

یہ مستانہ روش بھولے ہوئے بالائی دہستی | ارے ایسی بھی ہوتی ہی کسی کوپی کے بدمستی
سُنی تھی اور نہ دیکھی تھی کبھی ایسی زبردستی | گرفتی شیشۂ دل راشکستی باختی رفتی

صداہای شنیدم جابجا انداختی رفتی

تری الفت کے پردے میں نہاں ہیں کلفتیں بیحد | ملا کر خاک میں بیدم کو بیٹھا ہے سر مرقد
ابھی بھولے نہیں ہم قصۂ منصور اور سرمد | محبت این چنیں عاشق نوازی این چنیں باید

زدی کشتی شکستی ریختی انداختی رفتی

کلام پوربی بھاشا

دادرا النعتیہ

بانکے چھیلا مدینے والے
مورے چندا جگت اوجیالے

بانکے چھیلا

اے عرب کے کرشن کنہیا | اے پھولوں سیج سوویا
تنی او ٹھ کے بسریا بجالے

بانکے چھیلا مدینے والے

یں کرم میں دُکھہ پائی | اَت پاپن برہا ستائی

موہے تم بن کون سنبھالے
بانکے چھیلا مدینے والے

اب ہند رہا نہیں جاوے | مورا رہ رہ جیا گھبراوے

سوامی اپنی نگریا بولا لے
بانکے چھیلا مدینے والے

اے سب کی ٹیر سُنیا | میں ہوں دیت ہوں تمہری دُہیا

موری بگڑی بات بنالے
بانکے چھیلا مدینے والے

اے دین بندھ جگ داتا | تمھیں سمرت ہوں دن راتا

سیاں بیدم کو نبھالے
بانکے چھیلا مدینے والے

دلورا دیگر

مدنی چھیلا مورے مہاراجا
مورے مہاراجا جگت سرتاجا

اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی | انھیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی
مگر کسی سے نہ کی تھی جو میرے ساتھ میں کی | درون سینۂ من زخم بے نشان زدئی

بحیرتم کہ عجب تیر بیکمان زدئی

ہا ہا پیا ییکادرس دکھا جا		مدنی چھیلا
حریم خاص کے پردوں کو تہام کریدم		عجیب دردسے کرتا ہے نالۂ پرغم
فغاں یہ ہے کہ حبیبی و سیّدِ عالم		بجاں رومم بجہ گویم بگو چہ چارہ کنم
	کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدئی	
	من موہن مورے جیا میں سماجا	مدنی چھیلا

دیگر

سنیو موری مہاراج نجف کو والی

سنیو موری مہاراج

تمرے ہی ہاتھ بکانی سیّاں تمرے ہاتھ موری لاج نجف کے والی

سنیو موری مہاراج

نبیؐ کے بیست حسنین کے بابا ولیین کے سرتاج نجف کے والی

میں آو ہیں بھکارن سوامی تم ہو غریب نواج نجف کے والی

مولا علی بیدم درشن دیکھو

سدہر جائیں سب کاج نجف کے والی

غزل بھاشا

اب تمری سرن میں آن پڑی یا عبدالقادر جیلانی	موری بگڑی ٹہالے بنائے بنی یا عبدالقادر جیلانی
تورے رس بنا موے پیت بلیتہ ہی جیا پہٹا تعبے پیا	کوہکت ہوں نسدن کویل سی یا عبدالقادر جیلانی
کہوں مجھن کو موئے ٹھور نہیں تورے دوار سوا در در نہیں	کوکر ہوں تہاری دہر یا کی یا عبدالقادر جیلانی
تہیں سے ہے سجن سہاگ مرو تم آن ملو جگ بہاگ مرو	نت تمرے ملن کی ہے آس لگی یا عبدالقادر جیلانی

بھکھاری یو تمری بھکارن ہوں میں پر جا ہو تم راجن ہو
بکھرے مورے کیس بیند جھوٹی بندیا ٹوٹی چوڑیاں پہوں میں

اتنی انی ہو ادر جھاد ہنی یا عبد القادر جیلانی
تم بن جو بنا کی بہار گئی یا عبد القادر جیلانی

سدھ بیدم کی مہاراج رہے موری بانہہ گہے کی لاج رہی
کہلاوت ہوں چیری تمری یا عبد القادر جیلانی

بھجن

تورے دوار پہ جگ بیت گئے موری آس نہ توڑو گریب نواج

یا خواجہ معینؒ پیرن کے پیر پیرن کے پیر ولین کے تاج — تورے دوار پرے

تم نبیؐ و علیؓ جی کے پیارے عثمانؓ کی آنکھن کے تارے

جگ تارن ہو جگ پالن ہو جگ داتا ہو تمہیں جگ تو راج — تورے دوار پرے

مورے اوگن یہ نہ نگاہ کرو تم اپنے کیے کو نباہ کرو

میں تمہاری ہوں اب تو بھلی و بری مہاراج تمہیں میری پھٹے لاج — تورے دوار پرے

تورے درس بھکارن آئی ہوں مورے دیو بھیک مورے ان داتا

متی بیر کرو بیدم کی بیر تنی دیکھ لیو بن جائیں کاج — تورے دوار پرے

بھجن دیگر

مہاراج غریب نواج سرن تورے آن پری رے

مہاراج گریب نواج

خواجہ عثمان کے جمیل معینؒ الدین — تمکا لاج سرن تورے آن پری

مہاراج گریب نواج

گیندر رنگ سیر وجھالرا بھراؤں — پھولوں چھاؤں نگری سرن تورے آن پری

مہاراج گریب نواج

تم توراجا جگت سرتاجا — ہم چیری تہری — سرن تورے آن پری

مہاراج گریب نواج

تری داس کہاکے بیدم — کاکو جوہار کری — سرن تورے آن پری

مہاراج گریب نواج

ہولی

سکھی برج میں گھمسان پروہے

پہاگ کہلن گئے ہم بنوری — سکھی برج میں گھمسان پروہے

نہ دیکھیں پیا اپنو پرایو — گروا لگائیں ماریں پچکاری

باراجوری کرموپہ ابراد ار گئے — سکی چولیا بھگوئے ڈاری ساری

سکھی برج میں گھمسان پروہے

جاگو چاہیں کان اک پل میں — نین ملائے کریں متواری

جائے دیکھو وہی چھوٹ آوے — کا بیری اور کا ہتکاری

سکھی برج میں گھمسان پروئے

چینہ لیو پہچان گئے ہم — تم ہی ہو وارث بانکے بہاری

بیدم کی پت سے کہاں جیہو — جانے نہ دونگی ہیں تمکا کہلاری

سکھی برج میں گھمسان پروہے

ہولی

سکھی اب تو ہم پھیر جائی

بس کے میکوا میں بیس گنوائی

ہوری کہیلت سوامی سنگ اپنے | پریم کے رنگ میں جو پیا رنگائی
جو جو گری تہا میکا میں، | ایکہو ایک پیا کا سنائی

سکھی اب تو ہم پھیر جائی،

نسدن پیا کی کرب ہم سیوا | نت اُٹھ چرنن سیس نوائی
کبہو تو بس میں ائی ہیں سانورے | کبہو تو ہوئی ہے ہمار رسائی

سکھی اب تو ہم پھیر جائی

سب رنگ کہلیں اپنے پیا سنگ | بیدم انو کرت بہائی
چار چار ہنکا سب تا پیں، | ہم اُنو ہیں سنگ جرائی

سکھی اب تو ہم پھیر جائی

ٹھمری

پیا مورے بسر گئے سکھ چین | جادو کیتو تورے نین

پیا مورے بسر گئے سکھ چین

اُت گئی برہا بروگ نے بیدم | ڈوب مرت جیو دیس،

پیا مورے بسر گئے سکھ چین

دادرا

کاہے مرور و موری بئیاں، ہٹیلے سیاں

کاہے مرور و موری بئیاں

لاج رہے چاہے جائے پہیرا | چھوڑ ب ناتوری جہیاں | ہٹیلے سیاں

کاہے مروڑو موری بیّاں

ہمکا نہ چھیرو راہ لیو اپنی   منتی کردں لاگوں پیّاں   ہٹیلے پیاں
تمکا چھوڑ بیدم کہاں جائے   واکے تو تم ہی گوئیّاں   ہٹیلے پیاں

کاہے مروردموری بیّاں

گاگر

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری   چلت ڈگر چھلکے پنہاری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

مدہ کی بھری گاگر نہ سمری   سادہ سادہ میں تو پیا ہاری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

بن مدہ پئے بورائی جات ہوں   جو دیکھے جانے متواری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

تمری سادہے سدہی اب گاگر،   نا ہیں تو جات ہے لاج ہماری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

خواجہ وارثؒ چاہیں تو بیدم   سگرے خواجن کی نیونیں دولاری

ساد ہو ساد ہو گاگر سر بہاری

بھجن

کوئی ہم سے نہ پوچھے پریت کی ریت ۔ کوئی ہم سے نہ پوچھے

بری ہوت یا میں اپنو ہی میت ۔ کوئی ہم سے نہ پوچھے

دین دہرم تن من نا ہن جو بن   جو ہارے یا میں اوہ کی جیت   کوئی ہم سے نہ پوچھے

بھوئیں سوکھے کھیتی ہریا دے — ہم گہائیں اور بہ باڑہے پریتسہ کوئی ہم سے نہ پوچھے
اپنے ہوئیں پرائے بیدم — اس نر کہیں جیسے چنبیہ نہ چیت۔ کوئی ہم سے نہ پوچھے

بھجن

میں بوری دو سر کا جانی،
بدے ہی سے تورے ہاتھ بکانی

الست بر بحم کی دُھن سُن کے — جھومت چال چلوں متانی،
میں بوری دو سر کا جانی

تم ہی احد اور تم ہی احمدؐ — تم ہیں علیؑ داتا مہادانی
میں بوری دو سر کا جانی

تم ہیں حسنؑ حسینؑ کہائے — تم ہیں غوث محبوب سبحانی
انا بشرٌ تم ہی سے سُنن ہیں — تم ہیں کہیں مُاَّ اعظم ثانی
میں بوری دو سر کا جانی،

تم ہیں خواجہ معینؒ کہائے — تم ہی نظامؒ مخدوم جہانی
میں بوری دو سر کا جانی

تم ہیں کا بھیک سادھن کا سوہی — تم ہیں پہ جہا جے تاج سلطانی،
میں بوری دو سر کا جانی،

اپرم پار لیلا توری وارثؒ — کہاں لگ کود توُرے برن گھانی
میں بوری دو سر کا جانی،

اگوڑ کی سیوا اپاپ بتا دے — کا ملنا توری ہمت بورانی

میں بوری دوسر کا جانی

وہی ست گورو ہی چیلا بیدم وہ ہی مورکھ وہ ہی چتر گیانی

میں بوری دوسر کا جانی

چیت

سونی لاگے رے ہمری ناگریا ہو راماں ارے سونی لاگے رے

پیا بیدم سوتن بس ہوئی لین پھلوں مہکے رے ہمری سیجریا ہو راماں

سونی لاگے رے ہمری نگریا ہو راماں

چیت دیگر

تمہرے کارن رے تلپے جیہروا ہو راماں تمہرے کارن رے

سنگ کی سہیلی سب بیرن بھئیں رے کاٹے کہاوے رے نسدن نیہرواں ہو راماں

تمہرے کارن رے

چیت دیگر

سئیاں آ لیں ہمری انٹریاں ہو راماں سئیاں لے لیں رے

آپ ہو تلج بہئے ہمری ہوپت لئے نسدن چھوڑیں نہ ہمری سیجریاں ہو راماں

سئیاں اے لیں رے

چیت دیگر

جھومت آویں رے مانو متوریا ہو راماں جھومت آویں رے

پگ لرجین دو انکھیاں نندا سی رتیاں بلیں ہو سوتن سجریا ہو راماں

جھومت آویں رے

چیت دیگر

نیناں لاگے رے مانو کا ٹریا ہوراماں

نیناں لاگے رے

اک تو کٹیلی دُوجے باڑہ گا جرکی　گھائل کیں رے وارث ناجریا ہوراماں

نیناں لاگے رے

چیت دیگر

ڈوبت جاوے رے ہمری ناوریا ہوراماں　ڈوبت جاوے رے

نیہ کی ناؤ آس کی بلّی　کھیون ہارارے سندر سانوریا ہوراماں

ڈوبت جائے رے

گھاٹو

ہم کے لی جوگیا کا بھسوا ہوراماں　سیّیاں کارنواں　ہم کے لی جوگیا کا

بیدم درسن بھکچھا مانگے　پھر پھر دسواں بدسواں ہوراماں　جیاکے کارنواں

ہم کے لی جوگیا بھسوا ہوراماں

گھاٹو دیگر

ہمری دوج ہو اندھریا ہوراماں　بن سانوریا　ہمری دُوج ہو

ہمرے چاند ہم ہیں ماہیرانے　کا بدہ ہوئے اُوجریا ہوراماں　رین اندھیریا

ہمری دوج ہو اندھیریا ہوراماں

گھاٹو دیگر

سیّاں گے لی ہمرے بدسوا ہوراماں　اوگے جوبنواں　سیاں گے لی ہمرے

اوڑھے اس پیت جرے اس نیہا۔ نسدن رہت کلسوا ہوراماں۔ رو دیں نیہوا ل
یتاں گے لی ہمرے بدسوا ہوراماں
چونٹریاں پھوڑ چوندر گا جراؤں دہوئیں بیدم کاہی کیسوا ہوراماں۔ کہہ کے کارنواں
یتاں گے لی ہمرے بدسوا ہوراماں

گاگر

گاگر نور بھری آئی سرکارن مان گاگر نور بھری
پنجتن پاک کے دوآرے لایوں خواجن کے دربان ماں گاگر نور بھری
غوث قطب کھیلیں آج ہوری امرت بھر پچکارن مان گاگر نور بھری
ولین بیس تم آس ہو وارثؒ جس چندا ہوئے تارن ماں گاگر نور بھری
تم اُس پھول جگ میں نہیں پاؤں ڈھونڈ پھری پھلوارن ماں گاگر نور بھری
وارثؒ چھب بیدم نا بھولب
چھینٹ اُن کا ہجارن ما ل گاگر نور بھری

گاگر دیگر

موسے رنگ کی گگریا نا سمھری ہا ہا پیا تم سادہ لیو
موسے رنگ کی گگریا نا سمھری
نیہا پریم کی موری گگریا سر سے جات گری
گری تم سادہ لیو۔ موسے رنگ کی گگریا
بُورت ہی موری ناؤ بھنور میں آن اُوبار دہری
ہری تم سادہ لیوئے۔ موسے رنگ کی گگریا

بیدم سارے جتن کر ھاری　　چرنن آن پری
پری تم سادہ لیو، موئے رنگ کی گگریا

ساون

سکھی موئے ساون میں گئے سیاں
سنگ کی سہیلی سب جھلوا رے جھولیں　　ہم رے جھولیا شیام گھر سیاں۔ سکھی موئے ساون
کب تو پیا ہل ہیں موئے بہنا　　شگن دیکھ لاگوں توری پیاں
سکھی موئے ساون میں گئے سیاں
بیدم پیا نہ بیرن آئے　　اب کا سنگ بابل گھر جیاں
سکھی مورے ساون میں گئے سیاں

ملہار

تم بن مورے بدیسی بہیروا کیسے کٹے برسات رے

تم بن مورے بدیسی بہیروا

بدرا کی گرج بجریا کی چسم چسم	اور اندھیریا ڈرات رے
سونی سجریا پہ دھر کے گرجوا	جیرا انکسوئی جات رے

تم بن مورے بدیسی بہیروا

دھولے گنج والے اجمیری	خواجہ غریب نواج رے
چاہے جھولا دیاں چاہے گراؤ	ہمری ڈور تورے ہات رے

تم بن مورے بدیسی بہیروا

ایک تو سونی دوجے ٹوٹی منڈیا	تم بن کون چھوائے رے

تم سے اُوجریا موئے گھر آنگن — آؤ اندھیریا ڈرات رے

تم بن موئے بدیسی پیہروا

کاہو جتن میکا کل نہ پرت ہے — برہا او ہک ستائے رے
دن تو روئے رئے مورا گجرے — کاٹے سکٹے نارات رے

تم بن موئے بدیسی پیہروا

سب بھولیں موئے تم ہی نہ بھولو — تم سے لگائے ہوں آس رے
تم سے ہی مورا سہاگ ہے سجنا — تم سے بنی موری بات رے

تم بن موئے پردیسی پیہروا

چوڑیا پہنائے چوندریا اوڑھائی — خاصی دُولہنیاں بنائی رے
پہر بیدرم کُھ بات نہ پوچھی، — کیسی موہن موسے گھات رے

تم بن موئے بدیسی پیہروا

تمت

عرض سلام

بحضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام و اولیاء عظام سلسلہ عالیہ قادریہ وارثیہ

السلام اے مظہر حسن ازل
السلام اے ظل ذات لم یزل

السلام اے مسند آرائے کمال
السلام اے رونق بزم جمال

السلام اے شاہباز لامکاں
السلام اے ذات بیچوں را نشاں

السلام اے دلبر رب العلا
السلام اے مصطفیٰ و مجتبیٰ

السلام اے بادشاہ لافتا
حیدر و صفدر علی و مرتضیٰ

السلام اے خواجہ بصری حسن
والئے حبیب عجمی داود زمن

السلام اے سرگروہ اولیا
حضرت معروف کرخی پیشوا

السلام اے رہبر ہر دوسرا
سر سقطی ہم جنید پارسا

السلام اے شبلی و عبدالعزیز
بوالفرح ہم بوالحسن شاہ تمیز

السلام اے بوسعید رازداں
السلام اے دستگیر دوجہاں

السلام اے غوث الاعظم السلام
السلام اے قطب عالم السلام

السلام اے عبدالرزاق کبیر
نونہال گلشن پیران پیر

السلام اے ابن بوصالح صفی
سید احمد حضرت سید علی

السلام اے شاہ موسیٰ قادری
ہم حسن عباس مہر دلبری

السلام اے شہ بہاء الدین ولی، — حضرتِ سیّد محمد قادری

السلام اے حضرت شاہ جلال — ہم فرید بھکری، بدرِ کمال

السلام اے حضرتِ ابراہیم شاہ — شاہ ابراہیم ثانی دین پناہ

السلام اے شاہ امان اللہ ولی — حضرتِ شاہ حسین متقی،

نیرِ برج ولایت السلام — حضرتِ شاہ ہدایت السلام

السلام اے حضرتِ عبد الصمد — سیّد رزاق مقبول احد

السلام اے سیّد اسمٰعیل شاہ — السلام اے شاکر اللہ خضرِ راہ

السلام اے شہ نجات اللہ ولی، — السلام اے حضرت خادم علی

السلام اے افتخار اولیا — السلام اے وارثِ ہر دوسرا

السلام اے رونق باغ رسولؐ، — السلام اے زیب بستانِ رسولؐ

بادشاہا من گدائے کوئے تو — دارم امید کرم از سوئے تو

السلام اے شاہ عالم السلام
السلام اے جان بیدم السلام

فریاد

بحضور سرور عالم و عالمیان جناب محمد مصطفےٰ علیہ التحیت و الثنا بواسطہ حضرت خواجگان سلسلہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

سنو اے زینت بستان عالم	سنو تم بر تصدق جان عالم	سنو اے یوسف کنعان عالم	سنو سرمایہ ایمان عالم
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
محمد سرور سردار عالم	محمد افتخار نوح و آدم	محمد مونس و غمخوار و ہمدم	محمد مصطفےٰ خیر مجسم
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
ملے صدقہ علی مرتضےٰ کا	ملے صدقہ حسن گلگوں قبا کا	تصدق عبد الواحد پارسا کا	ملے صدقہ فضیل باصفا کا
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
برائے خواجہ ابراہیم ادہم	پئے خواجہ سدید الدین معظم	امین و فیض و اسحاق مکرم	ابی احمد و ناصر شیخ عالم
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
بحق ناصر الدین شان ربی	بحق خواجہ مودود چشتی	پئے حاجی شریف خضر ہادی	طفیل خواجہ عثمان مکی
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
معین الدین و قطب الدین کا صدقہ	فرید الدین نظام الدین کا صدقہ	نصیر الدین کمال الدین کا صدقہ	سراج الدین علیم الدین کا صدقہ
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
برائے حضرت محمود راجن	جمال الدین حسن محمود احسن ،	پئے خواجہ محمد زیب گلشن	پئے یحییٰ دہلی صدرہ نشیمن
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
پئے شاہ کلیم اللہ جہانی	پئے شیخ نظام الدین ثانی	برائے فخر دین فخر زمانی	طفیل قطب نجم آسمانی
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
جمال اللہ سراج عارفانہ	عباد اللہ ہادی زمانہ	پئے شاہ بلند نور رخسانہ	پئے خادم علی فرد یگانہ
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
پئے شام و پگاہ شاہ وارث	بفیض جلوہ گاہ شاہ وارث	برائے عز و جاہ شاہ وارث	طفیل خاک راہ شاہ وارث
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	
کوئی درد جدائی سے ہے بیدم	کسی کو غش پہ غش آنے لگے پیہم	ہوئی بزم نشاط و عیش برہم	سنائیں کس کو یہ افسانہ غم
	زہجوری برآمد جان عالم	تراحم یا نبی اللہ تراحم	

تقریظ از چکیدۂ قلم معنی رقم ناظم عالی خیال ناثر بیمثال یادگار حضرت آمیر مینائی عالیجناب مولانا حکیم برہم صاحب وارثی آنریری مجسٹریٹ و ایڈیٹر اخبار مشرق گورکھپور

جگر پارہ یا ارمغان بیدم

ہمارے دینی بھائی حضرت مولانا بیدم شاہ صاحب وارثی کے کلام کا چودہواں گلدستہ ہے؟ اس میں جگر کے ٹکڑوں کا گلدستہ بنایا گیا ہے یہ گلدستہ اگر خون جگر کھا کر بنایا گیا ہوتا تو چنداں توجہ کی ضرورت نہ ہوتی اسلئے کہ ہر شاعر خون جگر یا سینہ کاوی سے گلدستہ بناتا اور بگاڑا کرتا ہے۔ مگر یہ گلدستہ دراصل جگر کے ٹکڑوں کا ہے۔ اسلئے اس کی ندرت اور خوشبو نرالی ہے۔ جناب بیدم شاہ صاحب کا کلام دنیا سے نرالا نہ سہی مگر سچی بات یہ ہے کہ صحیح جذبات اور معانی آفرینی کی جو روح حضرت کے کلام میں ہم دیکھتے ہیں آجکل اس کی مثال اپنے شعرا میں نہیں پاتے ہمارے شعرا میں اب بہت بڑا حصہ نیچرل شاعروں کا ہے مگر انکی نیچری شاعری کا یہ حال ہے کہ قدیم شعرا سے بہت زیادہ مبالغہ اور غلو میں اگر آگے نہیں نکل گئے ہیں تو لفاظی میں اُن سے بہت دور ضرور نکل گئے ہیں اور اُسکے ساتھ شاعرانہ تخیلات اور صحیح تخیل اور محاکات کا تو اس میں کوسوں پتہ نہیں۔ ہمارا روئے سخن تمام شعرا کی طرف نہیں ہے اس میں ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ہم اسکو پڑھتے ہیں لیکن زیادہ تر حصہ اس میں ایسا ہے کہ وہ جو کچھ لکھتے ہیں شاید انھیں سا کوئی رمز شناس و نکتہ رس دیکھتا ہوگا بھائی بیدم شاہ صاحب کے کلام پر اسوقت مجھکو جو کچھ کہنا ہے وہ بہ اعتبار شاعرانہ نکات اور زبان اور اُسکی نزاکتوں اور دلفریبیوں کے نہیں ہے اسلئے کہ ہم لوگ لکھنؤ کے رہنے والے ہیں نہ دہلی کے۔ اور اُس کا حق صرف اُن ہی دو شہروں کو ہے چاہے ان شہروں کے لوگ کتنا ہی غلط شلط لکھیں اور جتنا چاہے زبان کو بگاڑیں مگر یہ لوگ سند ہیں اور اس خوش اعتقادی کے ہم لوگ مرتے دم تک پابند رہیں گے۔ ہمارے بھائی بیدم شاہ صاحب کے کلام میں ندرت اور امتیاز ہے وہ دل کے جذبات صحیحہ ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں حال ہوتا ہے اور دنیا میں جو حال مزہ دیتا ہے قال میں وہ لطف نہیں آتا اسلئے ہم لوگ اُن کے کلام میں صرف حال ہی کو دیکھتے ہیں اور حال ہی ہماری روح میں تازگی اور دل میں جوش پیدا کر دیتا ہے اور صرف حال ہی ایسا جذبہ فطرۃ ہے جو ہمارے دلوں کو سینوں میں بیقرار اور دلوں میں اُبھار پیدا کر دیتا ہے اگر بھائی بیدم شاہ صاحب کی شاعری میں یہ جذبات پیدا ہوئے اور یہ ولولے آج ہم کو اُن کی شاعری میں نظر آرہے ہیں تو کوئی وجہ تعجب کی نہیں ہے اسلئے کہ مینائی وارثی کے سرشار اور متوالے شاعر کے لئے یہ ہونا چاہئے

بھائی بیدم شاہ صاحب نے وہ آنکھیں لکھی ہیں جن کی نسبت حضرت امیر مینائی فرماتے ہیں ؎

کیا غضب تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی   اُٹھ گئی آنکھ تو کوسوں کوئی ہشیار نہ تھا

اس نظر جاں ستاں. نہیں نہیں اُس پُر کیف اور دلفریب موہنی آنکھ کے دیکھنے والوں کی شاعری کا کیا پوچھنا پھر، خصوصیت یہ ہی کہ بھائی بیدم شاہ صاحب پر وہ نگاہ مست جب پڑی تو یہ بھی چیخ اُٹھے سہ ہم خمار آلودگانِ عشق کا مذہب ہی کیا:۔ نذر ساقی کر چکے دیر و حرم اک جام پر. خمخانۂ وارثی کے رندانِ پاک باز میں ہمارے حضرت مولنا بیدم شاہ صاحب وارثی کا عروج و اوج اگر دیکھنا ہی تو اُن کے ان جگر پاروں کو دیکھئے، ہر شعر تیر و نشتر اور ہر لفظ مجبوب تو بہ شکن ہے ہجر و وصال کا تذکرہ ہی تو صحیح جذبات کے ساتھ حرمان و یاس کا اگر ذکر ہی تو واقعی حکایات کے ساتھ ہی تصنع اور بناوٹ کا کہیں ذکر نہیں! جی تو یہی چاہتا ہی کہ اس گلدستے کی ہر پنکھڑی کے نقش و نگار اور خوشبو کی موجوں کو دکھلاؤں مگر مجبور ہوں کہ وقت کم اور کام زیادہ ہی۔ ع شب کوتاہ و قصہ بیار راست!

اس لئے انھیں چند سطور پر دادِ سخن کا مرحلہ ختم کرتا ہوں۔

حکیم برہم ایڈیٹر مشرق گورکھپور

تقریظ از چکیدۂ خامۂ مشکین شمامہ سراپا سوز و گداز محبت آئینہ جذبات فطرت شاعر عدیم النظیر عالیجناب سید نظام الدین شاہ صاحب دلگیر قادری ایڈیٹر نقاد و رئیس آگرہ

بیدم کا جگر پارہ

ملیں اشعار جو درد و اثر کے وہی ٹکڑے تو ہیں بیدم جگر کے

بیدم کا جگر پارہ چھپکر تیار ہو گیا۔ دلگیر سے تقریظ کی فرمایش کی جاتی ہو، یہ ستم ظریفی نہیں تو کیا ہی؟ میں دل گرفتہ کیا جانوں تقریظ و تبصرہ کسے کہتے ہیں، تنقید کیا ہوتی ہی جب سے دل ٹوٹا۔ اچھے بُرے کی تمیز نہیں، ہی کھوٹا کھرا پرکھنا بھول گیا، مجھ دیوانہ کو اچھے شعر سناؤ اور پھر دیکھو میں مسحور کیفیات و مخمور لذات ہوں یا نہیں؟ شعر سُنا کر میری حالت دیکھو؟ اس حالت سے شعر کی خوبی اخذ کرو لیکن خدا کے لئے مجھے اس بات کی زحمت نہ دو کہ میں شعر کے محاسن و معائب پر نقد و نظر کروں اور اس کیفیت و لذت سے دست بردار ہو جاؤں جو اچھا شعر سن کر میرے قلب و دماغ پر طاری ہو جاتی ہے میں جب کبھی اچھا شعر سنتا ہوں، رقص کرنے لگتا ہوں: یہی میری داد ہے اور یہی تقریظ،

حیران ہوں کہ جناب بیدم شاہ صاحب وارثی کا دیوان پڑھکر جو کیفیت مجھ پر طاری ہوئی کس طرح اُسی الفاظ میں بیان کروں مجھ پروردۂ اشک۔ بے آنسوؤں کا جو خراج اُن کے دلگداز کلام نے وصول کیا ان دلگیر موتیوں کو صفحۂ قرطاس پر کیسے بکھیروں!!! اور آہ! اُس لذت کو کیسے دکھاؤں جو میرے دل نے اٹھائی! آپ سامنے ہوتے تو شاید کچھ اندازہ کر سکتے

ایک شعر یاد آیا آپ بھی سُن لیجئے سہ جسے میں کہہ نہیں سکتا جسے تم سن نہیں سکتے ؛؛ وہی ہے آرزو میری وہی دل کی تمنا ہی! کہہ نہیں سکتا کہ اس سادہ سے شعر نے غریب دل پر کیا بنا دی! دیوان بیدم میں ایسے نشتروں کی کمی نہیں؛ چونکہ صوفیانہ رنگ طبیعت پر غالب ہے، اسلئے پاکیزہ جذبات کی مثالیں بھی کلام بیدم میں بہت ملیں گی، انتخاب کرنے کی فرصت نہیں آپ خود دیوان منگا کر دیکھیں آپ اس مجموعۂ غزلیات میں ہر رنگ اور ہر قسم کے جذبات کا کلام پائیں گے مگر مجھے تو صرف وہ کلام پسند ہی جس میں درد و اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو جسے سنکر بے اختیار رونا آئے اور میں یہ کہنے کی مسرت حاصل کرتا ہوں کہ حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی کے دیوان میں ایسے اشعار بہت ملیں گے جنھیں پڑھکر آدمی بیتاب ہو جائے اور اپنے اختیار میں نہ رہے،

افسوس مجھے تبصرہ کرنے کی قابلیت نہ فرصت ورنہ میں دکھاتا کہ بیدم کے نشتر دل توڑنے کی کہاں تک صلاحیت رکھتے ہیں

فقیر دلگیر

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار گہر بار خسرو اقلیم زبان دانی یگانۂ فن عالی جناب حافظ سیّد شاہ علی حسن صاحب احسن مارہروی یادگار حضرت فصیح الملک داغ دھلوی

مژدہ اے اہل سخن دیوان بیدم چھپ گیا
جلوۂ حسن تباں دیدار ہے اللہ کا
ہے یہ وہ دیوان جس سے حال سب آئینہ ہی
ہے گمان ہر مطلع دیوان پہ مہر و ماہ کا
جس غزل میں جو کیلا شعر ہی اک تیر ہی
حرز جان بنکر رہے ہر شاعر ذیجاہ کا

تحفۂ مرغوب ہے یہ ایک حق آگاہ کا
دل پسند و دلکش و دلچسپ دل آویز ہی
دلبروں کی دلبری کا عاشقوں کی چاہ کا
طبع اہل ذوق کو ہر شعر نے پھڑکا دیا
جس نے چھلنی کر دیا ہی سینہ ہر بدخواہ کا
ہے دعا کے ساتھ احسن مصرع تاریخ بھی

ہیں مجازی صورتیں شکل حقیقی ہو بہو
سر بسر مجموعہ ہے یہ معنی دلخواہ کا
جلوہ فگن نقطے نقطے سے ہیں انوار سخن
شور ہی بزم سخن میں آہ کا یا واہ کا
اس جگر پاسے کو یارب یہ ملے حسن قبول
شاعروں کی روح ہو دیوان بیدم شاہ کا
۱۳ ھ ۳۶

قطعہ تاریخ از تراوش طبع گہر بار فرید العصر یگانۂ زمن برگزیدۂ روزگار عالی جناب اوستادی مولوی سیّد نثار علی شاہ صاحب نثار ابو العلائی اکبر آبادی

خوب دیوان ہے جگر پارہ نام

بزم عشاق کا جام جم ہی

نئی بندش ہی نئے ہیں مضمون

نئی غزلیں ہیں نیا عالم ہے
جب کیا دل سے سوالِ تاریخ
ہم سے مجبوروں کا تو ہمدم ہے
میں بھی سمجھا کہ مصائب سے نجات

غمِ ہجراں ہے جہاں شعروں میں
کہا ظالم نے کہ فرصت کم ہے
آئی آواز کہ کچھ لکھ بھی دے
نہیں مل سکتی ہے جبتک دم ہے
واہ لخت جگر بیدم ہے

مژدۂ وصل نہیں مرغم ہے
کی دغا حق سے کہ لے کل کے معین
تو تو شاعر نہیں پھر کیا غم ہے
دل کہا اس کو تو ملہم بولا

قطعہ تاریخ از تراشِ طبع گہر بار سرآمد سخنوران باکمال زبدۂ ارباب فصاحت و بلاغت عالیجناب مولوی سید عبدالوحید صاحب فدا انبازی اہلمد کلکٹری مین پوری یادگار حضرت داغ دہلوی

نہار از دار صد ہزار اسرار سربستہ
بعقل طالب اوک فگن بیدم
ز ردیش تازہ بیماند بہارستان نیرنگی

عیاں را شانہ گیسوئے زلف پرشکن بیدم
بجلوت گاہ بخولیشی وارث قرب دارد
گہے بیدم باشد گہے بانند حسن بیدم
باندازِ بیانِ دلکشا شیرین سخن بیدم
۱۳ ھ ۳۶

بجان زخم بیدل مرہمے از جوش ہمدردی
تجلیس فنائے تام و راز ما و من بیدم
بہر دو سال ملحق گو فدا تاریخ دیوانش

قطعہ تاریخ از نتیجۂ افکار پر انوار مصدر فضل و کمال سخنور عدیم المثال عالیجناب مولانا سید شرف الدین صاحب یاس ٹونکی مدرس اعلیٰ فارسی اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ

چاپ شدہ دیوان عجبے
جنس گران دکان بیدم
ریخت بقالب ریختہ جانے

ز دست ہویدا شان بیدم
فکر رسایش کان جواہر
خامۂ سحر بیان بیدم
تاریخ دیوان بیدم
۱۳ ھ ۳۶

نقد دل و جان ہا می آرزد
گنج جواہر از آن بیدم
پا بے عیب مشکت گفتم

ایضاً

طبع ہوا بیدم کا دیوان
بندشیں سرتاپا بے عیب

ہے یہ عجیب دیوان لاریب
لانہا بیتہ للفرح

سب کے سب مضمون اچھوتے
کلہا احمًا بالغیب
۱۳ ھ ۳۶

قطعۂ تاریخ از رشحات جواہر رقم آسمان تحقیق و تدقیق شاعر عدیم المثال عالیجناب منشی رام دیال صاحب بیدل یادگار حضرت طاہر فرخ آبادی

یہ دیوان ہے انتخاب ہدایت
یہ واللہ ہے آفتاب ہدایت

کہ ہے خضر راہ صواب ہدایت
لکھو مصرعۂ سال ترتیب بیدل

ہوئیں اس سے روشن زمانہ کی آنکھیں
خطوطِ شعاعی کتاب ہدایت

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ افکار حقائق و معارف دستگاہ آخی الاعظم حضرت میاں ابو الحسن شاہ صاحب وارثی اٹاوی

کیا بات ہے بیدم نے گلستان سخن سے

وہ پھول چنے جن سے معطر ہو عالم
گلدستۂ رنگیں جگر پارۂ بیدم
۱۳۲۶ھ

ہاتف نے کہا لکھدے حسن مصرع تاریخ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سلیم نونہال چمنستان سخن جناب منشی نذیر احمد خاں صاحب نذیر اہلمد کلکٹری اٹاوہ

ہوا طبع مجموعۂ نظم بیدم
مگر میں تو کہتا ہوں جان سخن ہے

جو سر تا پا ارمغانِ سخن ہے
نذیر حزیں سال ترتیب دیوان

جگر پارہ کوئی سمجھتا ہے سمجھے
لکھو تم گل گلستان سخن ہے
۱۳۲۶ھ

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک شاعر عدیم المثال عالیجناب نواب سید غوث محمد خاں صاحب غوث دہلوی آنریری مجسٹریٹ و سردار آنج بھرتپور تلمیذ رشید حضرت بیخود دہلوی

چو شد مطبوع از تصنیف بیدم
ز درج سینہ کردہ درفشانی
پئے تاریخ او کردم چو فکرے

جگر پارہ ز گنج خوش بیانی
ز سیر لامکاں آورد تخئیل
چنیں آمد ندائے آسمانی

کلامے ہست چوں سلک مسلسل
کشادہ در جہاں راز نہانی
بگو اے غوث از دل سال طبعش

یہ مجموعہ بیدم نے اچھا لکھا
کہ احباب کے دل کا مجوب ہو

پسند خاطر ارباب معنی
۱۲ ۲۶

ایضاً

زمانہ کو جو دل سے مرغوب ہو
یہی غوث ہے اس کی تاریخ طبع

وہ نسبت کا اس میں ہے اک سلسلہ
جگر پارہ اک نادر و خوب ہے

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر عالی شاعر یکتا جناب منشی ریاض الدین احمد صاحب فدا اکبرآبادی میر منشی ایجنٹی مشرقی راجپوتانہ مقیم بھرتپور

اب چھپے گا کلام بیدم کا،
اس کا ہر حرف یادِ سبحان ہے

دل عاشق ہے فقر کی جان ہو
تم فدا سال طبع کا لکھدو

نام دیوان کا ہے جگر پارہ
نظم بیدم علاجِ نسیان ہے
۱۲ ۲۶

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار بلند پرواز شاعر رنگین بیاں بلبل گلزار معانی جناب منشی احمد حسین صاحب قمر بریلوی شاگرد حضرت بیخود دہلوی

اے صبا کیا دہوم ہے کیا شور ہے کیا بات ہے
ہیں طرب انگیز نالے بلبل ناشاد کے
سُن کے یہ بیساختہ آئی مسرت کی ہنسی
تم تو پیچھے پڑ گئے ہو حاسدوں کی جان کے
شاعری کو فخر تم سے شاعری کی جان تم
شعر تو کیا مستند ہیں لفظ بھی دیوان کے
دل سے ہم آمین کہتے ہیں دعا کرتا ہے دل

ہر طرف یہ غلغلے کیوں ہیں مبارکباد کے
اک ادائے دلبری سے ہنس کے ظالم نے کہا
لفظ فوراً آ گئے کچھ درمیان میں اس شعر کا
طرز بھی رنگ اچھے اور ترکیبیں نئی
واہ کیا کہنے تمہارے رنگ کے انداز کے
لاکھ کوشش کیجئے اٹھ جائے ممکن ہی نہیں
سیکڑوں ہو جاویں چھٹے دربھی دیوانگی
گل کھلائے ہیں گلستان سخن میں شاہ نے
۱۸ ۶ ۱۹

کیا گلستان سخن میں کوئی تازہ گل کھلا
دن بہی اب چھپنے کے ہیں دیوان بیدم شاہ کے
حضرت بیدم غضب دیوان شائع کر دیا
گویا تم پیدا ہوئے ہو شاعری کے واسطے
ہم تو کہتے ہیں ہزاروں میں ہے یکسانی زباں
لفظ جو رکھا جہاں پر فکر گو ہر بار نے
مصرع تاریخ ہی اچھا قمر ہاتھ آ گیا

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ناظم بے بدل سخندان و سخنور جناب منشی محبوب علیخاں صاحب اختر فیروز آبادی

جگر پارہ کیا شاہ بیدم نے لکھا
ہر اک نکتہ ہے بے مثالی
بہ اکرم کے دل یاس کا لکھ دو اختر

تصویر میں تصویر کھینچی خیالی
ہوئی فکر تو بہر تاریخ جس دم
خالہ مصفا مضامین عالی

ہر اک مصرع دلکش ہر اک شعر موزوں
ندا دی یہ ہاتف نے مجھکو نرالی

قطعہ تاریخ از تراوش قلم معجز رقم مصور فصاحت و بلاغت مولوی محمد راضی صاحب راضی زبیری مختار عدالت کلکٹری اٹاوہ شاگرد حضرت سنجر ایرانی

جگر پارۂ نظم بیدم چھپا
کسی کا کلام ایسا دلکش کہاں
حلاوت وہ بخشی خدا نے اسے
سخن آفریں دل سے ہیں قدرداں
یہ ارشاد بیدم اشاعت کا سال

ہوئے شاد سب دیکھکر نکتہ داں
بجا ہے اگر اہل بینش کہیں،
کہ ہر شعر کرتا ہے رطب اللساں
یہ مجموعۂ نظم رنگیں بہار
لکھا میں نے راضی ولی ارمغاں
١٣٢٦

فصاحت میں یکتا بلاغت میں فرد
ہوئی زندہ بیدم سے اردو زباں
مضامین پیدا کئے ہیں کہ واہ
چمن ہے نہیں جس میں نام خزاں

قطعہ تاریخ از تراوش خامہ مشکیں شمامہ شاعر خوش فکر جناب قاضی مولوی حکیم احمد علیخاں صاحب واحد وارثی میونسپل کمشنر و رئیس فیروزآباد

یوں تو کہنے کو جگر پارہ جگر پارہ ہے
معدن عشق و محبت ہے اور اسرار کی کان

اصل میں دل ہے حسینوں کا اور عشاق کی جان
طبع کے سال کی کیوں فکر ہے ہاتف نے کہا

شاعر و عارف کامل کی ہے تصنیف شریفہ
لکھدو واحد ہے تم ساغر نور عرفاں
١٩١٨

قطعہ تاریخ از رشحات خامہ جادو رقم شاعر شوخ نگار جناب قاضی محمد اسمعیل صاحب طاہر بجنوری اہلمد کلکٹری اٹاوہ

کیسا دیوان ہے جگر پارہ
حق تو یوں ہے جام جم کہئے

شاہ بیدم کا جس کو دم کہئے
ہاتف غیب نے دی یہ آواز

اس جگر پارہ کے مضامیں کو
طاہر انغمۂ ارم کہئے
١٣٢٦ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع نقاد سخن و نازک خیال جناب منشی احمد خاں صاحب کیفی علیگ بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ متوطن کاسگنج ضلع ایٹہ

شاہ بیدم کا یہ جگر پارہ

ہے دل دردمند کا دمساز
کہئے اس کو چراغ ناز و نیاز
١٣ ھ ٢٦

زینت بزم حسن و عشق ہے یہ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع عالی شاعر شیوا بیان جناب منشی احمد حسین خاں صاحب بیباک وارثی جنرل مرچنٹ رئیس اٹاوہ

چھپ گیا ابغسان بیدم شاہ

کیوں نہ سمجھوں اسے جگر پارہ
گلشن عشق ہے جگر پارہ
۱۲ ھ ۳۶

مصرع سال طبع لکھ بیباک،

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مستحسن نونہال گلشن شعر و سخن میاں وارث الحسن سلمہ بیدار وارثی خلف الصدق حضرت مصنف مدظلہ

عارف کامل شاہ بیدم
ضرب مثل ہر شعر ہے اُن کا
اس جامعیت کے ہیں صدقے

ناظم اعلیٰ شاعر یکتا
لکھا وہ مضمون کہ جس میں
بند کیا کوزے میں دریا
نور عارف صبح تمنا
۱۲ ھ ۳۶

ملک سخن میں دھوم جن کی
کھینچا حسن و عشق کا نقشہ
لکھہ بیدار سنہ ہجری میں

قطعہ تاریخ دلپسند از گلریزی عندلیب گلستان ظرافت و طوطی شکرستان فصاحت جناب منشی محمد اسمٰعیل خاں صاحب رنگیلے متوطن مین پوری

نیساں نے بھری جھولی دریا نے بھرا دامن
بدگو کی مری دادی بدبینی کی مری نانی
کیوں زلف کے مضمون کو ہو ناز دل آویزی
دہ دیوادوالیکا یہ لمب ہے وحانی
ہے جملہ آخر میں تاریخ رنگیلے کی،

دیوان میں بیدم نے جب کی گہر افشانی
ہر شعر ہے اک بوتل گویائی جودت کی
بھرتی ہیں گھٹائیں بھی یاں کچھ گہر و پانی
تو دلبر جودت ہے کیا پاک طبیعت ہے
یہ جوش دل بیدم جو بحر کی طغیانی
۱۲ ھ ۳۶

شہرت ہوئی دنیا میں جب سحر بیانی کی
کیا جو تھے مضموں ہیں کیا نظم ہے مستانی
تصنیف کو اعدا کی کیا اس سے بھلا نسبت
مضمون ترا دلدادہ جدت تیری یزدانی

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر سلیم نونہال گلشن سخندانی عزیز منشی سجاد حسین صاحب سجاد وارثی برادر اصغر حضرت مصنف مدظلہ

شائقین کلام بیدم شاہ
چشم حاسد کو واسطے ہے خار
گلشن نظم شاہ بیدم میں

تو جگر پارہ ہوگیا تیار
گل کھلائے ہیں طبع رنگیں نے
آگئی ہے اب نہ جائے بہار
نعمت حق مرقع انوار
۱۲ ھ ۳۶

دوستوں کے لئے یہ گلدستہ
ہے ہر ایک صفحہ صفحہ گلزار
مصرع سال طبع لکھہ سجاد

تمام شد